SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday، April17، 2009

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 11.00 a.m in the morning with Mr. Acting Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَـٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ۔ وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُ‌ۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى هِىَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُ ۥ عَدَٲوَةٌ كَأَنَّهُ ۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌ ۔ وَمَا يُلَقَّٮٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّٮٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۔ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ نَزۡغٌ فَٱسۡتَعِذۡ بِٱللَّهِ‌ۖ إِنَّهُ ۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ ۔

ترجمہ۔ اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہو گی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اور اے (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔ یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں‘ اور یہ مقام حاصل نہیں ہوتا مگر ان لوگوں کو جو بڑے نصیبے والے ہیں۔ اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو‘ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

سورۃ حم السجدہ (آیات 32 تا 36)

جناب قائم مقام چیئرمین: میڈم! دو منٹ ٹھہر جائیں‘ میں panel of presiding officers announce کر لوں۔ جی‘ جی آج تو بہت بھائی بولیں گے‘ کافی دنوں کے بعد اکٹھے ہو رہے ہیں‘ کافی مواد اکٹھا ہو گیا ہے۔ جی اس پر آ رہے ہیں‘ یہ panel ہو گا تو یہ نظام چلے گا‘ panel ہو جائے‘ ان سب پر آ رہا ہوں‘ لکھا ہوا ہے۔ نہیں‘ panel announce کرنا ہوتا ہے‘ یہ آئینی ضرورت ہے‘ اگر صدر صاحب باہر ہیں تو چیئرمین صاحب صدر بنیں گے‘ یہ نہیں ہو گا تو وہ آئین کے خلاف ورزی ہو گی‘ یہ بھی آئین کے مطابق ہے۔

Panel of Presiding Officers

Mr. Acting Chairman: In pursuance of Sub Rule 1 of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988، I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding officers for the 53rd Session of the Senate of Pakistan.

1. Dr. Javaid Leghari
2. Mr. Shahid Hassan Bugti
3. Mrs. Nilofar Bakhtiar

اب موقع ایسا ہے کہ leave applications سے پہلے دعائے مغفرت کراتے ہیں۔ ولی بادینی صاحب' میڈم کلثوم پروین صاحبہ' میر اسرار اللہ زہری' غفور حیدری صاحب' راجہ ظفر الحق' چوہدری شجاعت اور رحیم مندوخیل صاحب کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ سب نے ان کے لیے دعائے مغفرت کے لیے کہا ہوا ہے' حاجی عدیل صاحب اور حافظ رشید صاحب نے بھی کہا ہے۔ بلوچستان میں تین سیاسی لیڈروں غلام محمد بلوچ' لالہ منیر اور شیر محمد بلوچ کا قتل ہوا ہے۔ واقعہ چکوال' واقعہ چارسدہ' پریشان خٹک کل انتقال کرگئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کرنی ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ قومی اسمبلی میں ہوچکا ہے مگر عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے کہا کہ تاج جمالی صاحب کے لیے بھی ضرور فاتحہ کروائیں۔ جی اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چونکہ تاج جمالی صاحب ایک بہت بڑی سیاسی شخصیت ہیں اور نیشنل اسمبلی نے تو ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ایک چھوٹا سا تعزیتی اجلاس کیا اس میں سب نے خطاب کیا اور قائد ایوان جو کہ وزیراعظم ہیں وہ بھی بولے اور میں اس لیے یہ کہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے فاتحہ خوانی کرنے کے بعد ان کے لیے ایک چھوٹا سا اجلاس کرلیں کیوں کہ وہ آپ کے صوبے کے Chief Minister بھی رہے ہیں He was the youngest Minister in the first Cabinet of 70s and then he was the sitting Member of your lower House اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بارے میں اگر دوست خیالات کا اظہار کرنا چاہیں تو خوشی ہوگی۔

Fateha

جناب قائم مقام چیئرمین: وہ بعد میں کرلیں گے آج فاتحہ کرا لیتے ہیں۔ بابر اعوان صاحب آج صرف فاتحہ کرا لیتے ہیں۔ جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: بیگم مجید نظامی آج صبح وفات پاچکی ہیں ان کے لیے بھی فاتحہ کرالیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اناللہ وانا الیہ راجعون۔ بیگم مجید نظامی صاحبہ کے لیے بھی۔ مولانا غفور حیدری صاحب آپ سب کے behalf پر فاتحہ پڑھیں۔

(اس موقع پر فاتحہ خوانی کی گئی)

Suspension of Question Hour

جناب قائم مقام چیئرمین: میں ابھی Leave applications پڑھ دیتا ہوں کیونکہ کچھ دوستوں نے چھٹی کی درخواستیں دی ہیں۔ آج Advisory Committee میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ آج کا Question Hour منگل کے لیے defer ہو گیا ہے۔ Leader of the House اس سلسلے میں Motion move کر دیں۔

Senator Syed Nayyar Hussain Bokhari (Leader of the House): Mr. Chairman! I beg to move that under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate، 1988، the requirement of rule 38 of the said Rules regarding question hour be dispensed with.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): اگر اس میں یہ add کر دیا جائے کہ آج کا Question Hour ہم dispensed with کرتے ہیں لیکن یہ سوالات یہ منگل کے دن take up کیے جائیں گے۔ تو that is a motion.

جناب قائم مقام چیئرمین: انشا اللہ ۔

(The motion was carried)

Leave of Absence

Mr. Acting Chairman: Leave Applications.

جناب محمد جہانگیر بدر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 17 اپریل کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جسٹس عبدالرزاق تھہیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لیے آج مورخہ 17 اپریل کو وہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔

راجہ پرویز اشرف صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 17 اپریل تا 19 اپریل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سید صمصام علی شاہ بخاری نے اطلاع دی ہے کہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 17 سے 21 اپریل تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Oath Taking

مولانا محمد خان شیرانی صاحب please آیئے اور as Senator اپنا حلف لیں۔ I now call upon Molana Muhammad Khan Sherani to come here and take oath.

(اس موقع پر مولانا محمد خان شیرانی نے حلف اٹھایا)

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب قائم مقام چیئرمین : جی میڈم۔

سینیٹر کلثوم پروین : شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ نے ایک اچھا فیصلہ کیا ہے کہ ہم تمام کارروائی کو suspend کرنے کے بعد بلوچستان میں جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لیے اگر آپ آج ہمارے Points of Order لے لیں اور ہم چاہیں گے کہ Monday، Tuesday کو اس پر مکمل بحث بھی کرائی جائے۔ جناب! ہم نہیں چاہتے کہ صرف رونا روئیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں اس کا حل بھی ملے۔ میرے اور آپ کے بچے وہاں پر مر رہے ہیں۔ آپ کو پتا نہیں ہے آپ کے little Paris میں آگ لگی ہوئی ہے۔ آپ نے آج جو مہربانی کی ہے ہم اس کے لیے آپ کے شکرگزار ہیں کیونکہ آپ بھی اسی صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آج اگر ہمیں صرف Points of Order دے دیں اور سوموار اور منگل کو اس پر مکمل بحث کرالیں کیونکہ سینیٹ میں چاروں صوبوں کی نمائندگی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب، سندھ، سرحد ہمارے لیے احتجاجی ریلی نکالیں تاکہ ہمیں یکجہتی کا احساس ہو۔ ہمیں ان نفرتوں کو محبتوں میں بدلنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : Thank you Madam آپ نے اپنی بات کہہ دی۔ میں آپ کو تھوڑا سا brief کرنے لگا ہوں جو Advisory Committee نے فیصلے کیے ہیں۔ پہلے کچھ items lay کرتے ہیں جو کہ دو منٹ کا کام ہے۔ Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan ، Minister for Parliamentary Affairs may move item No.3. جی جناب۔ اچھا رضا صاحب! میں آپ کو تھوڑا confidence میں لے لوں۔ آپ کا Privilege Motion comments کے لیے concerned Departments کو بھیج دیئے گئے ہیں۔ ان کا جواب صبح تک موصول نہیں ہوا تھا۔ آپ اگر کہہ دیں تو ہم اس کو Monday کو take up کریں۔

Privilege Motion

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ سینیٹ کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہے کہ Privilege Motion کو comments کے لیے بھیجا جائے اور وہ بھی concerned Departments کو جن کے خلاف breach of Privilege allege ہوئی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی پہلے یہ بات نہیں سنی اور I would like to refer you to the Rules of Procedure and Conduct of Business of the Senate sir.

جناب قائم مقام چیئرمین : جی۔

Senator Mian Raza Rabbani: And nowhere in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate، 1988، it is provided that a Privilege Motion will first be referred to the department concerned and then it will be considered by the Senate میں یہ بات سمجھ رہا ہوں کیونکہ یہ Privilege Motion بڑے بڑے بابوؤں کو hit کر رہا ہے لہٰذا اس ملک کی نوکر شاہی وہ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتی کہ ان کے اہلکار our Privilege Committee of House کے سامنے آ کر کھڑے

ہوں اور جوابدہ ہوں۔ لہٰذا یہ نیا رخنہ ڈالا گیا ہے ورنہ پہلے کبھی بھی یہ نہیں ہوا کہ Privilege Motion کو refer کیا جائے to the concerned department یعنی میرا breach of privilege، اس House کا breach of privilege ہوا ہے اور یہ بات پوچھی جا رہی ہے ان نوکر شاہی کے افسروں سے کہ آیا جو بات رضا ربانی نے کہی ہے پارلیمنٹ کے سامنے، جو پارلیمنٹ کا ایک ممبر ہے آیا اس نے یہ بات درست کی ہے؟

میرے اپنے House میں اگر میری یہ وقعت ہو گی کہ میری statement کو وہ account for نہیں لیا جائے گا تو پھر یہاں پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ میں آپ سے یہ request کروں گا کہ یہ Motion جس نے بھی refer کیا ہے ایک تو اس آدمی کا بتایا جائے اور اس کی designation جو ہے وہ بتائی جائے کہ وہ کون ہے؟ جناب چیئرمین! یہ میرا ایک اور breach of privilege ہوا ہے۔ میں آپ کو Rule 61 پر لے کر جاتا ہوں which deals with breach of privilege and where does it say، that a breach of privilege has to be referred to the department concerned اس سے پہلے جتنے Privilege Motions یہاں پر آئے ہیں ان میں کونسا Privilege Motion concerned department کو refer کیا گیا ہے کہ وہاں سے comments لئے جائیں؟

میرے ساتھ امتیازی سلوک سینیٹ کے اندر کیوں کیا گیا ہے؟ یہ میرا اپنا ذاتی breach of privilege نہیں ہے۔ یہ کابینہ نے جو قانون پاس کیا اس کے نتیجے میں غریب لوگوں کو نوکریوں پر بحال کرنے کی بات کی جا رہی تھی اس کے آرڈروں کو اور اس Ordinance کو، اس کی نافرمانی کا breach of privilege میں نے move کیا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ مجھے کہیں پر روک لیا گیا ہے یا میں نے یہ نہیں کہا کہ میری کہیں پر بے عزتی کی گئی ہے۔ اس کو تو میں برداشت کر لوں گا لیکن اس ملک کا ایک قانون ہے۔ اگر اس ملک کی کابینہ نے ordinance پاس کیا ہے، اگر Article 50 کے تحت پارلیمان کے ایک حصے نے یعنی President نے ایک ordinance کو promulgate کیا ہے اور اس ordinance کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے، اس ordinance کو نہیں مانا جا رہا، اس ordinance کے برعکس لوگوں سے affidavits لئے جا رہے ہیں کہ جو چیزیں اس ordinance کے اندر ہیں ہم ان کو forego کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! اگر یہ breach of privilege نہیں ہے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ کیا چیز breach of privilege ہے۔

And let me take you to the rules again sir. This is chapter viii which deals with privileges. This is Rule 60 "A member may، with the consent of the Chairman، raise the question involving the breach of privilege either of a member or of the Senate or of the Committee thereof". Rule 61 which is the operative part "A member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing to the Secretary before the commencement of the sitting on the day the question is proposed to be raised".

میں نے یہ نوٹس آج نہیں دیا۔ میں نے یہ نوٹس ایک ہفتہ پہلے دیا تھا۔ یہاں پر rule یہ provide کرتا ہے کہ sitting سے ایک گھنٹہ پہلے میں یہ نوٹس دے سکتا ہوں اور اگر میں ایک گھنٹہ پہلے نوٹس دے سکتا ہوں sitting سے تو پھر کہاں provision ہے جناب چیئرمین! کہ اس کو refer کیا جائے concerned department کو؟ آگے چلیں

Provided that the Chairman may if he is satisfied about the urgency of the matter allow a question of privilege to be raised at any time during the course of the sitting after the disposal of a question.

Rule 62 "The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions namely:-

i) not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting;

ii) the question shall relate to a specific matter and shall be raised at the earliest opportunity;

iii) the matter shall be such as requires the intervention of the Senate; and

iv) the question shall not reflect on the personal conduct of the President. Read from 60، 63، 64، 65، 66، 67، 68، 69، 70، 71، 72، 72(a)" and show me Mr. Chairman، where is the provision that a privilege motion will be referred to the concerned department for comments. I want to know Mr. Chairman who is the person، who referred my privilege motion for comments because that person has committed another breach of my privilege which is more serious than my original privilege motion.

it is my right. It is the right of this House to know that who is that man who referred my privilege motion to the concerned department.

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل I am with the honourable Senator میں تھوڑا آپ کو پڑھ کر دوں۔ جو انہوں نے privilege motion دیا ہے that is very close to everybody's heart over here and Minister for Law.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! It is a serious violation of our own rules….

Mr. Acting Chairman: Yes!

Senator Muhammad Ishaq Dar: ….. that govern this House

اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ایک privilege motion آپ اس department سے پوچھ رہے ہیں، آپ ان سے comments لے رہے ہیں۔ This is your prerogative to decide، as to decide the admissibility. It is totally with the Chair and you have to decide whether اس میں کوئی ایسا flaw ہے کہ یہ privilege motion بنتا نہیں ہے۔ یا یہ admissible نہیں ہے but you cannot ask جس کے خلاف آپ نے complaint کرنی ہے اس سے آپ پہلے اس کے comments لے کر پھر فیصلہ کریں۔

Mr. Acting Chairman: Dar sahib I am with you.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : میں آپ سے request کرتا ہوں جناب چیئرمین! that you decide the admissibility of this privilege motion and you refer it to the Privileges Committee کیونکہ short of that I think it is gross violation of the Rules of Business of the Senate. بہت شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : جناب چیئرمین۔

Mr. Acting Chairman: Yes. Minister for Law and Parliamentary Affairs کو بھی سن لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : بلور صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Let me end up this controversy.

(Interruption)

جناب قائم مقام چیئرمین : جی بات کریں وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : میں نہ صرف یہاں بلکہ یہ سارے پارلیمنٹری لیڈر گواہ ہیں جو رضا ربانی صاحب نے point یہاں raise کیا میں آپ کی میٹنگ کے اندر یہ point raise کر کے آیا ہوں کہ اس کو comments کے لئے نہیں بھیجا جا سکتا۔ میں نے raise کیا سب کے سامنے وہاں پر اور دوسرا میں نے آپ کو یہ بھی کہا کہ جو privilege ہے اس کو آپ routine کا کام سمجھ کر secretariat اس کو disposal کرنے کی کوشش نہ کرے for the pleasure of anybody because nobody is above the law آپ اس privilege motion کو ابھی کمیٹی کے حوالے کریں میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ ہم کوئی compromise ہرگز نہیں کریں گے۔ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں کہ rules کے مطابق چلانا چاہیے۔

What is not provided into the rules should not be imported into the rules for the benefit of anybody because nobody is above the law.

Mr. Acting Chairman: Right! I am with you and the Chair is with the House، both the matters are referred to the concerned committees.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir، my privilege has been breached by referring this motion to the concerned department. This is a gross violation of the rules. It is a gross violation of my privilege and I demand that the name of that person who has referred this، be made public on the floor of this House because if you don't do that then I am sorry! I did not want to do this، I don't want to create a fuss on the first day but if my privilege as a Member for which we have fought from that side and this side of the floor; if my privilege as an ordinary Member is going to be violated in this manner then I am sorry I will not be able to join the proceedings till such time as you make that name public as to who referred this matter so that I can move another privilege motion against that person and this practice can stop.

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب چیئرمین! مجھے بھی بتایا جائے کہ جو میرا privilege motion ہے why it has gone to the Ministry? میرا ریلوے کے متعلق privilege motion تھا۔ ریلوے میں جو بھی ہے میرا privilege breach ہوا ہے۔ اس میں کونسی بات ہے This is a democracy. Sir، why that motion has gone to the Ministry? Can you tell me sir? جناب ہم 1994 سے یہاں members ہیں کبھی بھی privilege motion Ministry کے پاس نہیں گیا۔ مجھے بتائیں کہ اس دفعہ یہ نیا کام کیوں شروع ہوا۔ اب آپ نئے سے نئے قانون بنائیں گے؟ آپ Rules of Conduct of Business کو change کریں گے؟ یہ کیسے نئے سے نیا کام ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: پہلی بات پر تو میں agree کر رہا ہوں، لیکن دوسری بات پر رضا صاحب سے گزارش کر رہا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین صاحب! مجھے آپ ذرا موقع دیجیے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔ کاش میں آج ممبر ہوتا۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir what about my privilege motion?

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب! آپ کا motion بھی take up کر رہے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں پہلے تو بڑے ادب سے آپ سے یہ عرض کروں گا کہ جب اس قسم کے معاملات زیر غور ہوں تو آپ کو ہاؤس کے ہر طرف نگاہ ڈالنی چاہیے، اس لیے کہ میں کم از کم چوتھی بار یہ کوشش کر رہا ہوں، لیکن آپ نے توجہ نہیں دی۔ جناب چیئرمین! میں اصولی بات کہہ رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو privilege motion move ہوا ہے اس کو قواعد کے مطابق ہر کام پر precedence حاصل ہے۔ یہاں ایک روایت قائم ہو گئی

ہے کہ privilege motion کو بر وقت نہیں لیا جاتا' ایک دن ' دو دن' ایک ہفتہ بعد لیا جاتا ہے۔ میری نگاہ میں یہ قواعد کے خلاف ہے اور آپ کو اس معاملے میں ایک واضح ruling دینی چاہیے کہ privilege motion کو قواعد کے مطابق اوّلیت دی جائےاور پہلی فرصت میں ایوان کے سامنے لایا جائے۔ نمبر ۲ privilege motion کے لیے یہ ہے کہ اس کو اس طرح refer کرنا ہے ٹھیک نہیں ہے۔ Privilege motion قواعد کے مطابق adjournment motion سے پہلے آتا ہے ۔ دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس بات کی بھی ruling دیں تاکہ آئندہ کے لیے یہ بات clear ہو جائے کہ نہ صرف refer کرنا بلکہ privilege motion کے بارے میں تو یہ بھی نہیں ہے کہ یہاں وزیر متعلقہ اس کے بارے میں کوئی objection کرے جو کہ adjournment motion کے لیے ہوتا ہے۔ Privilege motion کا معاملہ صرف ممبر اور چیئرمین یہ دو اس کے concerned ہیں۔ میری درخواست ہے کہ اس معاملے میں آپ واضح ruling دیں تاکہ آئندہ کے لیے یہ violation of rules اور ایک مزید privilege کی خلاف ورزی کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : بہت شکریہ۔ مجھے ruling دینے دیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir، I insist and that is why I didn’t accept the chit from you also. I will insist that the name of the officer concerned be brought before the Senate who has started this new tradition of sending privilege motions for comments from the ministries concerned. Sir، this is a gross breach of privilege of the members concerned. This is a lack of trust in the members concerned. Whatever statements we make from the bar of Parliament، it is to be taken as the gospel truth and if that gospel truth is going to be violated in such a fashion then there is no point of our sitting here. New traditions، new laws and new rules are being imported into the rules that already exist. Therefore، I insist that you make the name public. It is the right of the Senate to know. It is my right to know as to who has violated the rules. Whichever officer has taken this step has violated the rules of conduct of procedures of the Senate and he must be made accountable and I will move a privilege motion against that officer. Therefore، I kindly request you to name that person.

Mr. Acting Chairman: You want to move the motion against the officer?

Senator Mian Raza Rabbani: I want that this House should know that who is setting new traditions. This is a new tradition which is being set that a privilege motion is being referred for comments. Never، in parliamentary history، I can bring Kaul.

Mr. Acting Chairman: I know، you have been the Leader of the House and Leader of the Opposition and we have worked together.

Senator Mian Raza Rabbani: I can quote for you from Kaul even in the Indian jurisdiction. "Privilege of a Member is the most jealously guarded" and I want to know who has set this new tradition. Why is the Chair defending that person? You are adding further insult.

Mr. Acting Chairman: I am not adding insult.

Senator Mian Raza Rabbani: You as the Chair are adding further insult to my injury. I am injured and you are adding further insult to it by withholding the name، by withholding the name you are becoming an accomplice in the act of violation of the rules.

Mr. Acting Chairman: You should allow me or let me take this in camera.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir، you kindly let the House know.

جناب قائم مقام چیئرمین : کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : جناب ! کیا چیزیں ہوتی ہیں؟ کس نے اس breach of privilege motion کو بھیجا ہے؟ مہربانی کر کے name the person اس میں کون سا ایسا مسئلہ ہے؟ آپ نام بتائیں کہ کس نے یہ کیا ہے؟

Mr. Acting Chairman: Right، let's be very clear.

میں پنجابی کی مثال دیتا ہوں کہ 'کتھوں لگی ہے اپنے توں لگی ہے' ٹھیک ہے۔ آپ کا motion آیا' move ہوا اور 31st March کو چیئرمین سینیٹ نے refer کیا to the concerned اس لیے میں اپنے آپ پر blame لگاتا ہوں I am sitting in the Chair so I take this blame on myself. اب ہم جھوٹ بولیں تو غلط بات ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : ڈپٹی چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ it is a matter of great regret………

Mr. Acting Chairman: It is a matter of great regret.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Because he has been our colleague while we were thumping these desks for five years on this side of the divide. Then he has been our colleague، as a cabinet member، he was a law minister، he is a barrister، I really feel sorry…..

سینیٹر وسیم سجاد : میں request کروں گا کہ چیئرمین سینیٹ کے بارے میں کوئی ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں۔ یہ ایک روایت ہے کہ چیئرمین سینیٹ یا سپیکر کے بارے میں جو بھی اعتراضات ہیں' ہمیں close session میں اس پر بات کرنی چاہیے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ٹھیک ہے، میں بھی اصول کی بات کر رہا ہوں کہ it is a matter of great regret, there is nothing wrong. It is a matter of great regret. Those who do not agree, they should stand up and say it is not a matter of great regret. It is matter of great regret that a man of his caliber is asking for comments. مجھے بہت افسوس ہے and I don't want to say beyond this because he is Chairman of the Senate. We respect him. It is the Chair which commands the respect not the individual. میری گزارش یہ ہے کہ آپ ان کو یہ refer کر دیں but please, take a decision now on admissibility and please refer it to the Committee.

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: جناب چیئرمین۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی چوہدری صاحب۔

سینیٹر چوہدری شجاعت حسین: جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ چیئرمین صاحب بھی نئے آئے ہیں تو اس لیے ہماری گزارش ہے رضا ربانی صاحب سے کہ وہ اس کو درگزر کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں نے اسی لیے remarks دیے ہیں کہ کہتے ہیں 'کتھوں لگی، اپنے تُوں لگی'۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: جناب! میرے Privilege Motion کا کیا بنا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ کا بھی کرتے ہیں۔ سب refer کرتے ہیں committee کو۔ رضا صاحب کی میں عزت کرتا ہوں، Leader of the House بھی رہے ہیں، Leader of the Opposition بھی رہے ہیں، انہیں بہت عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سارے motions refer کرتے ہیں to the Privileges Committee. اور آج کے بعد کوئی بھی ایسا معاملہ comments کے لیے ministries کو privilege کا نہیں جائے گا It will be decided on the floor of the House.

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Acting Chairman: We have to be democrats and we have to set the traditions.

اس وقت رضا ربانی سے زیادہ میں hurt ہوں، I will be very honest with you Raza sahib, the matter is referred to the Committee now اور دوسرے سارے پرانے والے بھی۔ شکریہ جی۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: انہوں نے request کی تھی کہ مجھے نام بتایا جائے، he wants to move another breach of privilege against that individual, I request him to withdraw these comments and let's close this business.

Mr. Acting Chairman: Leader of the House and Leader of the Opposition، please help the House.

Senator Syed Nayyar Hussain Bukhari: The matter has been referred to the Committee and I totally agree with Dar sahib. I would also request Raza sahib، kindly withdraw those comments.

Senator Muhammad Ishaq Dar: Nothing has been said which is un-parliamentary، nothing has been said which is against the rules، there is nothing against any individual. We are talking of a system. If a system is breaking down، we have to record our opinion and our comments.

تو کچھ expunge نہیں ہو گا جی۔

Senator Sardar Muhammad Jamal Khan Leghari: Mr. Chairman، we have much and utmost regard of the Chair. There should be no doubt in any one's mind but as a principle what the honourable Senator Mr. Raza Rabbani is saying، is absolutely correct and we should give it total weightage and regard.

Mr. Acting Chairman: Should we move forward now?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! اس کا فیصلہ تو آپ نے دے دیا ہے۔ ابھی انہوں نے تو submit نہیں کیا نا۔۔۔۔۔

Mr. Acting Chairman: The Privilege Motion will be taken up on Monday….

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: ہم نے record میں بھی request کی ہے، ہم personally بھی ان کو request کریں گے کہ۔۔۔۔۔

Mr. Acting Chairman: The reason is، if I can take you in confidence…..

Senator Mian Raza Rabbani: Sir، The point is……..

Mr. Acting Chairman: It is referred to the Committee……

Senator Mian Raza Rabbani: Then why will it be taken up on Monday?

Mr. Acting Chairman: If you want to make a speech or……

Senator Mian Raza Rabbani: No، I am not here for petty points scoring.

Mr. Acting Chairman: Right، ok. Mandokhel sahib.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! دو Privilege Motions تھے ایک رضا ربانی صاحب کا اور دوسرا Privilege Motion میرا ہے۔ اس کے بارے میں وہاں پر فیصلہ بھی یہی ہوا کہ ایک ہی دن لیے

جائیں گے تو جناب والا! وہ Privilege Motion مہربانی کر کے ابھی لیں۔ یہ breach ہوئی ہے ہماری سینیٹ کی اور پارلیمنٹ کی تو اس کو کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ privilege motion move کر دیں، اسے بھی کمیٹی کو ہی refer کرتے ہیں۔ انہی دنوں میں آپ نے committees بھی form کرنی ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! میں پیش کرتا ہوں۔

"Swat Peace Agreement (Nizam-e-Adl Regulation، 2009) was presented in the National Assembly only، the Senate was not taken into confidence although it is the Upper House representing the federation. It should have been consulted on this issue. This is a breach of our privilege، therefore، I seek the leave of the House to discuss this breach of privilege".

میں اس میں addition کروں گا کہ کمیٹی کو refer کیا جائے تاکہ اس پر فیصلہ ہو۔

Mr. Acting Chairman: The privilege motion is referred to the Committee. آپ کا بھی جناب! ادھر بھیج رہے ہیں اور please میری request ہے، آپ انہی دنوں میں committees بھی form کریں اور elect your Chairmen also. مہربانی کر کے انہی دنوں میں، دس بارہ دن میں تاکہ we become effective.

Laying of Report of the Parliamentary Committee on National Security

Mr. Acting Chairman: Now we will proceed on with item No. 3، Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan sahib.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ پہلی بات جو میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں، اس کا بھی تعلق اصول سے ہے، شخصیات سے نہیں۔ میرے علم کی حد تک اس رپورٹ کو اس ہاؤس میں Chairman of the Committee کو پیش کرنا چاہیے. while he is present اور یہی بات طے ہوئی تھی کمیٹی کے اندر بھی-----

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: میں اتفاق کرتا ہوں۔ میں عرض کرتا ہوں، دو باتیں ہیں۔ پہلے میں agree کرتا ہوں، ٹھیک ہے میرے بھائی رضا ربانی صاحب پیش کر دیں۔ پہلا یہ ہے کہ since he has resigned from the ministry، he was not going to the National Assembly. اس لیے وہاں مجھے پیش کرنا پڑا۔ دوسرا یہ ہے کہ یہاں چونکہ میری Ministry کا کام ہے Order of the Day تیار کر کے دینا، یہاں اس لیے آیا لیکن مجھے کوئی اعتراض نہیں I fully agree، no issue.

Mr. Acting Chairman: Raza sahib، please move the motion.

Senator Mian Raza Rabbani: I have no problem sir.

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا، پھر آپ کر لیں۔ بابر اعوان صاحب۔

Senator Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Kindly amend the word، I on behalf of Mr. Raza Rabbani، wish to lay on the table of the Senate، report of the Parliamentary Committee on the National Security and it may kindly be laid. Thank you.

Mr. Acting Chairman: Thank you. The report stands laid.

ڈاکٹر بابر اعوان! آپ please item No. 4 move کریں۔

Senator Dr. Zaheer-ud-Din Babar Awan: Thank you Mr. Chairman. I wish to lay on the table an authenticated copy of the address of the President of Pakistan made under Article 56(3) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan before the two Houses assembled together on 28th March، 2009 as required by sub-rule (2) of the rule 29 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate، 1988.

Mr. Acting Chairman: The report stands laid.

اس motion پر discussion بعد میں کریں گے لیکن آج

an adjournment motion was moved on the situation in Balochistan and the happenings in Balochistan. Professor Khurshid، Please move the adjournment motion.

Adjournment Motion: Brutal Murder of Three Political Leaders in Balochistan

Senator Professor Khurshid Ahmed: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I seek the leave of the House to move that the normal business of the House may be adjourned to discuss brutal murder of three political leaders in Turbat، Balochistan and the security and the human rights condition in the province.

جناب چیئرمین! یہ اس ایوان کا میری نگاہ میں فرض ہے کیوں کہ ہم federation کے تمام units کے حقوق کے محافظ ہیں اور جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے، جس تسلسل سے ہو رہا ہے اور جس سفاکی سے ہو رہا ہے، ہمیں دکھ سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ حکومتِ وقت اس وقت اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہی۔ مشرف صاحب نے جو کچھ کیا، وہ ظلم تھا، وہ ظلم تھا، وہ ظلم تھا اور اس ایوان نے اس کا بھرپور نوٹس لیا اور بار بار لیا لیکن ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی تھی۔ لیکن ہمیں توقع تھی کہ سیاسی حکومت معاملات کی سنگینی کو محسوس کرے گی اور اس سلسلے میں عملی اقدام کرے گی۔ شروع میں ایک کمیٹی کا اعلان بھی کیا گیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جو حشر بلوچستان کمیٹی کا مشرف کے زمانے میں ہوا، وہی سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ اور یہ واقعہ اپنی شدت اور بہیمانہ نوعیت کے اعتبار سے بہت ہی سنگین ہے، اس لیے کہ جو حقائق میڈیا نے ہمارے سامنے پیش کیے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے اور خاص طور پر اس معاملے میں وکیل جناب کچکول علی کی evidence ہے کہ وہ حضرات ان کے مؤکل تھے اور ان افراد کو agencies نے ان کے سامنے زیر

حراست لیا، یہ واقعہ تین اپریل کو ہوا، اس کے بعد نو اپریل کو ان کی مسخ شدہ لاشیں ملیں۔ ان کو صرف مارا ہی نہیں گیا ہے بلکہ ان کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا یہ ہے کہ ان کی موت تین چار دن پہلے واقع ہوئی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو تین اپریل کو اٹھایا گیا اور اسی وقت یا اس کے فوراً بعد ان کو موت کے گھاٹ اتارا گیا ہے۔ اس میں Balochistan National Movement کے صدر جناب غلام محمد بلوچ صاحب، لالہ نیئر بلوچ صاحب اور شیر محمد بلوچ صاحب، یہ تین افراد تھے لیکن میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف ان تین افراد کا معاملہ نہیں ہے، یہ پوری پاکستانی قوم کا معاملہ ہے۔ بلوچستان میں ہر روز ایسے واقعات ہو رہے ہیں تو اس لیے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر بلوچستان کی صورتحال، وہاں پر جس طرح human rights کی violation ہو رہی ہے، law and order کی صورتحال جس ناگفتہ بہ حالت میں ہے اور agencies کی involvement سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ایک نہیں سینکڑوں افراد کو اٹھایا گیا ہے، یعنی 600 سے لے کر کئی ہزار تک کی تعداد ہے جو کہ ہمارے سامنے آ رہی ہے۔ جناب والا! ایک انسان کی قیمت پوری انسانیت کی قیمت کے برابر ہے لیکن یہ خون روز بہہ رہا ہے، یہ ڈرامہ بار بار کیا جا رہا ہے، کون ہے جو اس کو روکے؟ کون ہے جو ان حالات کو قابو میں لائے؟ کس طرح ہم اپنے بلوچستان کے بھائیوں اور بہنوں کو یہ یقین دلائیں کہ یہ محض ان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ میرا مسئلہ ہے، یہ آپ کا مسئلہ ہے، یہ اس ایوان کا مسئلہ ہے، یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! اس بنا پر میں آپ سے اور اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ عام کارروائی کو روک کر کے بلوچستان کی صورتحال اور خصوصیت سے ان تین افراد کی شہادت اور اس کے ساتھ ساتھ جتنے افراد وہاں نشان عبرت بنائے جا رہے ہیں اور صوبے کے ساتھ جو زیادتی ہو رہی ہے اس کو ہم زیر بحث لائیں۔ شکریہ جناب والا۔

Mr. Acting Chairman: Thank you، Dr. Abdul Malik، who is representing the area where the incident have taken place، to say a few words.

Senator Dr. Abdul Malik Baloch: After the brutal killing of three political leaders in Turbat، Balochistan the law and order situation is very disturbed in the whole province. This is a matter of urgent attention and national importance and we beg to …

Mr. Acting Chairman: Please welcome the Prime Minister.

(On this occasion the Prime Minister arrived in the House)

Senator Dr. Abdul Malik Baloch: We beg that the normal business of the House be adjourned to discuss this issue.

Mr. Acting Chairman: Thank you.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب چیئرمین! میں اس پر کچھ بولنا چاہتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ نواب اکبر خان بگٹی اور میر بالاچ خان مری کی شہادت کے بعد بلوچستان میں یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ میں ذاتی طور پر ان تینوں افراد کو جانتا تھا، میں نے ان کے ساتھ جدوجہد کی، جب میں میٹرک کا طالبعلم تھا تو لالہ منیر اور غلام محمد کے

ساتھ اس وقت سے تعلقات تھے۔ ان کو جس انداز سے مارا گیا ہے اور جو گولیاں چلائی گئی ہیں وہ تمام کی تمام چہروں پر ماری گئی ہیں۔ اس وقت وزیراعظم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہمارے I.G. F.C کہتے ہیں کہ یہ لاشیں ایران کی سرحد کے پاس سے ملی ہیں۔ جبکہ یہ لاشیں تربت کے پاس Pudarek area of Kech district سے ملی ہیں اور وہاں پر پیچھے جو جھاڑیاں تھیں ان پر ان افراد کے خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے، ہم لوگوں نے خود یہ دیکھے ہیں۔ میں انتہائی معذرت کے ساتھ جناب وزیراعظم صاحب یہ کہتا ہوں کہ آپ کا وزیر داخلہ اتنی غیر ذمہ داری کا ثبوت دے رہا ہے اور بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ جی یہاں پر تو انڈیا کے لوگ آئے ہوئے ہیں۔ اگر انڈیا کے لوگ تربت میں آکر لوگوں کو مار سکتے ہیں تو پھر آپ نے سات لاکھ کی فوج کیوں جمع کی ہوئی ہے۔ What are the reasons? کہ آپ نے اس کو security state تو بنا دیا ہے مگر انڈین وہاں تربت میں آکر لوگوں کو مار دیتے ہیں۔ جناب وزیراعظم صاحب ہم گزشتہ ڈیڑھ ہفتہ سے تمام صوبے کے لوگ بہت زیادہ disturb ہیں۔ ہم civil war کی جانب جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کو پتا ہے کہ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں، میں نے 70s میں بھی ایسے حالات نہیں دیکھے جو اس وقت ہیں۔ میں اور میر حاصل خان رات کو کوئٹہ سے پنجگور جا رہے تھے، تقریباً رات بارہ بجے تمام علاقے کے لوگوں نے سڑکوں کا گھیراؤ کیا ہوا تھا، جو لوگ ہمیں ذاتی طور پر جانتے تھے انہوں نے ہمیں بمشکل وہاں سے گزرنے دیا۔ پورے بلوچستان میں پانچ دن complete shutter down رہا۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے، یہاں پر پنجاب کے تمام سینیئر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، پختونخواہ کے لوگ بیٹھے ہیں، تمام سیاسی پارٹیوں کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ہمیں بتائیں کہ ہم بلوچستان کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ ہر بار negotiation شروع ہو جاتی ہے، نواب اکبر بگٹی صاحب کے ساتھ negotiation شروع ہوئی، یہاں پر میں مشاہد حسین صاحب کو داد دیتا ہوں انہوں نے courage کے ساتھ کہا کہ جب ہم کسی نتیجے پر پہنچ رہے تھے تو یہاں کے طاقتور لوگوں نے اس کو سبوتاژ کیا۔ آج بھی میں سمجھ رہا تھا کہ back door channel سے مجھے مختلف حوالوں سے جو impression مل رہا تھا کہ جی ہم negotiations کر رہے ہیں اور negotiations کو سبوتاژ کرنے کے لیے ان تین لوگوں کو دن دیہاڑے تقریباً بارہ بجے تربت بازار کے اندر، یہ کوئی دیہات نہیں ہے، سینکڑوں لوگوں کے سامنے، جناب وزیراعظم صاحب آج میں حلفاً یہ کہتا ہوں کہ کوئی اور نہیں تھے یہ آپ کی agency کے لوگ تھے۔ وہ ان گاڑیوں میں کئی دفعہ مجھے بھی اٹھا کر لے گئے ہیں، ان گاڑیوں کو ہم جانتے ہیں؛ جناب کچکول علی کے دفتر کے سامنے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کو لے جاتے ہیں اور تیسرے دن ان کی لاشیں ملتی ہیں۔ ان کی لاشیں اس طرح تھیں کہ وہاں پر بیس پچیس فٹ کے فاصلے تک آپ ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ ان سے اتنی بدبو آ رہی تھی۔ یا تو آپ کہہ دیں کہ ہم militants سے بات نہیں کریں گے۔ پاکستان میں ایسے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مرتضیٰ بھٹو کے ساتھ کیا ہوا، محترمہ بے نظیر بھٹو وزیراعظم تھیں لیکن establishment نے کہا ہم ان سے بات نہیں کریں گے، ان کو دن دیہاڑے مار دیا گیا۔ یہاں پر تو یہ حالات ہیں۔ بلوچستان کو آپ confrontation کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت بہت بربادی کے حالات سے گزر رہے

ہیں۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ اگر آج بلوچ نوجوان یہ کہہ رہا ہے کہ چھوڑ دو ان چیزوں کو۔ یہاں پر تمام لیڈرز بیٹھے ہوئے ہیں خدارا! یہ مسائل exist کرتے ہیں، ان کو priority پر رکھیں۔ اگر آپ نے بلوچستان کو ساتھ لے کر چلنا ہے تو ان کو priority پر رکھیں۔ آپ کی صوبائی حکومت ایک ہفتہ تک بازاروں میں سامنے نہیں آسکی۔ ہم لوگوں کو face نہیں کر سکتے ہیں۔ میں وزیراعظم صاحب سے گزارش کرتا ہوں، یہاں پر تمام پارٹیوں کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں، otherwise بلوچستان میں جو روزروز یہ ہو رہا ہے اس سے ہم civil war کی طرف جا رہے ہیں۔ ان حالات کی وجہ سے جس طرف ہم جا رہے ہیں وہاں پر نہ کوئی بلوچ اپنے آپ کو بچا سکتا ہے، نہ پنجابی بچا سکتا ہے، نہ کوئی دوسرا، خدا کے لیے میں آپ سے بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ اس میں intervene کریں، اور to the point، otherwise Balochistan میں کوئی نہیں رہ سکتا، مجھ جیسے عام آدمی، عام سیاسی کارکن جس کے پاس نہ گارڈ ہے، نہ پیسہ ہے، ہم لوگ بالکل نہیں رہ سکتے ہیں۔ نہ وہاں سیاست کر سکتے ہیں کیونکہ دونوں جانب۔۔ اگر فوج نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم militants کو ماریں گے تو militants نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہم فوج کے ساتھ لڑیں گے۔ اس میں کوئی دورائے نہیں ہیں۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ ہم پچاس لاکھ روپے دیں گے culprits کو یوں کر دو، culprits تو آپ خود ہیں۔ آپ نے لوگوں کو مارا ہے۔ ہزاروں لوگ شاہد ہیں، گواہی دینے کے لیے تیار ہیں، ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ یہی گاڑیاں، ہم اندھے تو نہیں ہیں، بیچ بازار میں روزانہ یہ جو white cabs ہیں یہ لوگوں کو اٹھا کر لے جاتی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے، میرا اور شاہد بگٹی صاحب کا جب یہ سال، چھ مہینے پیچھا کر رہے تھے تو ہم ان کو دیکھ رہے تھے کہ یہ کون ہیں۔ وزیراعظم صاحب! خدا کے لیے! غلام محمد اور شیر محمد کو نہ ایرانیوں نے مارا ہے، نہ Indians نے مارا ہے، ان کو یہاں کی establishment نے مارا ہے۔ ان سے جا کر کہو کہ اب بس کرو۔ اگر مارکٹائی کرنی ہے، اگر آپ فیصلہ کرتے ہیں کہ جو بھی militancy کی بات کرتا ہے تو ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے تو آپ لوگ، میں پاکستان پیپلز پارٹی سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ clear cut کہیں کہ ہماری بات کو کوئی نہیں مان رہا let them fight. Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: اس موقع پر وزیراعظم صاحب موجود ہیں، وزیر پارلیمانی امور موجود ہیں۔ پہلے میں محرکین کے نام پڑھ دوں پھر وزیراعظم صاحب کی موجودگی میں، میں ایک motion move کرانا چاہوں گا کہ sense of the House ہو کہ کیا ہوگیا ہے۔ میں بھی اس صوبے سے تعلق رکھتا ہوں، سمجھا جائے گا کہ parochial ہے لیکن ہم نے پاکستان کو بچانا ہے اور پاکستان کو چلانا ہے۔ یہ چیزیں میں کرنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر خورشید احمد صاحب کے علاوہ، پروفیسر محمد ابراہیم خان، میڈم عافیہ ضیا صاحبہ، ڈاکٹر عبدالمالک، شاہد حسن بگٹی، صابر بلوچ صاحب، ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی، محمد ہمایوں خان، میر محمد علی رند، میر ولی بادینی صاحب، کلثوم پروین صاحبہ، ثریا امیر الدین صاحبہ، حاصل خان بزنجو صاحب، میڈم گلشن سعید صاحبہ، چوہدری شجاعت حسین صاحب، راجہ محمد ظفرالحق، حاجی محمد عدیل، وسیم سجاد صاحب، عبدالرحیم مندوخیل صاحب، یہ سارے movers ہیں۔ میں وزیر پارلیمانی امور سے کہوں گا

کہ وہ اگر motion oppose کرتے ہیں تو brief کریں۔ میں وزیر اعظم کی موجودگی میں عرض کروں گا کہ کتنے لوگ اس motion پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان : بلوچستان کی صورت حال کے بارے میں جو motion لائی گئی ہے ' جن اراکین نے یہ motion move کی ہے I will appreciate this کہ انہوں نے یہ motion House کی توجہ کے لیے پیش کی۔ اس motion کو آپ یوں سمجھیے کہ in the presence of honourable Prime Minister of Pakistan، let me say this that the Government wants that this should be taken as a motion from both sides of the House and we are part of this اس لیے اس کو contest کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری leadership کی یہ بہت اچھی بات ہے کہ national issues کو پارلیمنٹ کی طرف لایا جائے اور جن دوستوں نے اس پر اظہار خیال کیا ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ اس motion کو آپ admit کریں' allow کریں' discussion کا آغاز کریں اور باقی سارے تقاریر کر لیں. we welcome that.

جناب قائم مقام چیئرمین : .Thank you very much میرا خیال ہے اس میں rule 77 کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں consensus of the House ہے۔ آنریبل وزیر اعظم صاحب۔

مخدوم سید یوسف رضا گیلانی (وزیر اعظم) : جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ تمام national issues پر this is the only forum جس میں ہم debate کر سکتے ہیں اور جو اراکین پارلیمنٹ سینیٹرز ہیں یا ممبران قومی اسمبلی ہیں' وہ chosen representatives of the people of Pakistan ہیں۔ ان پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔ ان کو لوگوں نے منتخب کیا ہے اور ایک مرتبہ نہیں اس ایوان میں ایسے بھی senior position پر لوگ ہیں جو from the day one آ رہے ہیں اور بہت senior لوگ ہیں۔ میں Leader of the Opposition Wasim Sajjad Sahib کا بہت احترام کرتا ہوں he started his career from 1985 وہ 1985 سے مسلسل یہاں اس ایوان میں آ رہے ہیں اور ایسے کئی اور اراکین ہیں جو یہاں منتخب ہو کر آ رہے ہیں' عوام ان پر اعتماد کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ Balochistan is an extremely important province of Pakistan اور پاکستان کے interest میں ہے کہ ہمارے ملک میں stability ہونی چاہیے وہاں law and order situation بھی بہتر ہونی چاہیے ' economic stability بھی ہونی چاہیے ۔ اس لیے ہم چاروں صوبوں میں' برابری کی سطح پر ترقیاتی مراحل اکٹھے طے کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں تک یہ بلوچستان کا issue ہے' مجھے بہت concern ہے ۔ یہ ایک بہت المیہ ہے اور جو بلوچستان میں ہوا ہے میں سمجھتا ہوں ہر آدمی اسے condemn کرتا ہے۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں ہم نے unanimously اس پر debate کرانے کی بات کی ہے تاکہ آپ کی رہنمائی ہو گی' گورنمنٹ کی رہنمائی ہو گی۔ آپ کی طرف سے جو suggestions آئیں گی ہم ان سے اپنی کارکردگی improve کریں گے ۔ ہم نے پہلے ہی وہاں judicial commission مقرر کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہم نے وہاں special envoy بھیجا تاکہ وہ بھی مل کر وہاں کی جو findings ہیں' ان کی روشنی میں ہمیں بہتر تدابیر سوچنی چاہیئں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے national security پر پہلے

Parliamentary Committee of both the Houses constitute کی گئی تھی اور انہوں نے بھی national security پر اپنی رائے دی ہے، ہم اس پر بھی رہنمائی لے رہے ہیں۔ ہم DCC کی meeting فوری طلب کریں گے اور Defence Coordination Committee of the Cabinet اس میں بھی ہم اس پر discuss کریں گے کہ ہم ادھر حالات کو کیسے بہتر کر سکتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کو ایک بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک سازش ہے اور سازش ہے ملک کو destabilize کرنے کی اور ملک کے اثاثوں پر لوگوں کی نظر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں responsible and mature attitude اختیار کرنا چاہیے۔ ہمیں blame game کی بجائے facts پر آنا چاہیے اور کوئی بھی پاکستانی یہ نہیں چاہے گا کہ خدانخواستہ ملک destabilize ہو، ملک کمزور ہو اور پاکستان کی سرحدیں غیر محفوظ ہو جائیں۔ اس لیے میں House کو assure کرتا ہوں کہ جو بھی آپ کی رائے ہو گی اور جو بھی آپ کے دلائل ہوں گے، جو بھی leadership یہاں موجود ہے اس میں تمام محب وطن لوگ ہیں۔ تمام پاکستانی ہیں، تمام اتنا ہی درد رکھتے ہیں ملک کے لیے جتنا ہر کوئی رکھتا ہے اور ملک کے بنانے میں ہمارے بزرگوں کا بھی بہت بڑا role رہا ہے۔ خود میرے والد نے قرارداد پاکستان پر دستخط کیے تھے۔ اس ملک کی حفاظت کرنا ہماری collective responsibility ہے۔ اس لیے مجھے کسی کی حب الوطنی پر کوئی شک نہیں ہے مگر غیر ذمہ داری ملک کے لیے خطرات لاحق کر سکتی ہے اس لیے debate ہو رہی ہے اور آپ کھل کر اپنی جو رائے دیں گے انشاءاللہ اس کی روشنی میں حکومت اقدامات کرے گی۔ بہت، بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت، بہت شکریہ۔ حاصل بزنجو صاحب۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے اس کا head Inspector General Police ہے۔ اس میں ایف سی کے نمائندے ہیں اور ایف آئی اے کے نمائندے ہیں this is the committee actually. اس وقت بلوچستان میں سب سے بڑا مسئلہ جو پورا operation conduct ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں نواب اکبر بگٹی مارا گیا، جس کے نتیجے میں سارے لوگ غائب ہوئے that is all the conduct of that FC جس کو آپ نے investigation committee میں بھیجا ہے۔ اس کمیٹی کو بلوچستان کی تمام سیاسی پارٹیوں نے completely reject کیا ہے and no body is trusting that. مہربانی کر کے ایسی کمیٹی بنائیں جس پر بلوچستان کے لوگ اور بلوچستان کی پارٹیاں trust کریں۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you very much. صابر بلوچ صاحب۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! کہا گیا ہے کہ اس کمیٹی کو IG Police head کر رہے ہیں اس طرح نہیں ہے۔ وہاں پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ IG Police ہوں گے، MI کے نمائندے ہوں گے، FIA کے نمائندے بھی ہوں گے اور BNM کے بھی دو ممبر ہوں گے، نیشنل پارٹی کے بھی دو ممبر ہوں گے۔۔۔۔ پیپلز پارٹی کے بھی دو ممبر ہوں گے اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ کمیٹی تربت شہر میں جا کر، کوئٹہ میں بھی نہیں، اسلام آباد میں بھی نہیں، کہیں اور بھی نہیں، ان تمام لوگوں کی موجودگی میں انکوائری ہو گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ صابر صاحب۔ جی شاہد بگٹی صاحب۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین صاحب! بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بلوچستان کے حوالے سے ہم نے جو adjournment motion move کی ہے اور اس پر جو بحث ہونے جا رہی ہے تو کم از کم یہ اچھا پہلو ہے کہ محترم وزیر اعظم صاحب یہاں پر تشریف لائے ہیں اور ان کے سامنے جو بھی یہاں پر بلوچستان سے یا پاکستان کے مختلف پارٹیوں کے لوگ اپنا نقطہ نظر رکھیں گے تاکہ انہیں آگے پاکستان کے یا بلوچستان کے مستقبل کے حوالے سے فیصلے میں شاید کچھ آسانی ہو۔

جناب چیئرمین صاحب! تربت میں ہونے والا گھناؤنا واقعہ جس میں تین سیاسی رہنماؤں کو شہید کیا گیا ہے۔ بربریت کا ایک ایسا واقعہ ہے کہ جس کی اگر شدید سے شدید تر الفاظ میں بھی مذمت کی جائے تو وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک روایتی قسم کی مذمت ہوگی۔ جناب چیئرمین صاحب! ابھی تک شہید وطن نواب اکبر خان بگٹی اور نوابزادہ بالاچ مری کے زخم ہمارے دلوں میں تازہ ہیں۔ ان پر نمک پاشی کرنے کے لئے اور ان زخموں کو مزید کھرچنے کے کے لئے بلوچستان کے ان تین سیاسی راہنماؤں کو دن دیہاڑے بلوچستان کابینہ کے ایک سابق وزیر کے دفتر سے اغوا کر کے اور جس بربریت سے انہیں مار کر پھینکا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمیں کوئی اچھا پیغام نہیں دیا جا رہا ہے۔ شاید وہ قاتل اس murder کے ساتھ بلوچستان کے عوام کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں یا میں یہ کہوں گا کہ یہ ناکام پیغام دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جو بلوچستان کے حق اور حقوق کی بات کرے گا اس کا انجام ایسا ہوگا۔

جناب چیئرمین صاحب! ان لوگوں کو بھی یہ احساس ہونا چاہیے کہ جب نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے بعد بلوچ لوگ اپنے حق کے مطالبے سے باز نہیں آئے ہیں تو ایسے راہنما انشاء اللہ اور بھی جان دینے کے لئے تیار ہوں گے اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ نواب اکبر خان بگٹی جیسے شخصیت کو شہید کرنے کے بعد انہیں شاید یہ زعم تھا یا یہ غلط فہمی تھی کہ اب بلوچستان میں بلوچستان کے حقوق کے حوالے سے، بلوچستان کے حق حاکمیت کے حوالے سے کوئی ایک لفظ بھی نہیں کہے گا، لیکن جناب! آپ جانتے ہیں، چونکہ آپ کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ یہ آپ جانتے ہیں کہ نواب اکبر خان بگٹی کی شہادت کے بعد اس تحریک میں مزید تیزی آئی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! جب نواب اکبر خان بگٹی کو شہید کیا گیا تو اس وقت ایک فوجی آمر جنرل پرویز مشرف اس ملک پر مسلط تھا۔ اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں تھا اور نہ ہی وہ کسی کو جوابدہ تھا۔

He was confident that every form of brutality، he could unleash in the country، and would get away with that. And I am sorry to say that so far he has not been proved wrong.

آج بھی اسے سرکاری پروٹوکول دیا جا رہا ہے۔ آج بھی اسے تحفظ دیا جا رہا ہے۔ پوری سیکورٹی کے ساتھ وہ دندناتا پھر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خرابی جو مزید بڑھتی جا رہی ہے اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ عوامی ووٹوں سے اور

عوامی قوت سے منتخب ہونے والی ایک حکومت ایک فوجی آمر کو جس نے سینکڑوں لوگوں کا خون بہایا ہے اس کو اب تک تحفظ فراہم کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! چار ' پانچ ماہ پہلے جناب معزز وزیر اعظم صاحب جب پہلی دفعہ سینیٹ میں تشریف لائے تھے تو اتفاق سے میں فلور پر کھڑا تھا۔ میں نے اس وقت بھی دست بستہ request کی تھی جناب وزیر اعظم صاحب اور ان کی حکومت سے کہ ہم انتقامی کارروائیوں پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ ہمارا آپ سے مطالبہ یہ ہے کہ مشرف کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ اگر سیاسی حکومت پاکستان کے جوڈیشل سسٹم پر یقین رکھتی ہے تو اس شخص کو کٹہرے میں لایا جائے۔ اگر اس پر تمام جرائم ثابت ہو جاتے ہیں تو اس کو ملکی قانون کے مطابق سزا دی جائے اور اگر وہ شخص کورٹ میں اپنی بے گناہی ثابت کر دیتا ہے تو وہ جائے ' لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اس مطالبہ پر کسی نے کوئی توجہ نہیں دی ' اور اس کے رد عمل میں کیا ہوا ہے؟ کہ اس ادارے کو shield ملتی چلی گئی ہے کہ انہوں نے اپنا وہ brutality اپنا وہ بربریت ' وہ ظلم کا بازار انہوں نے بلوچستان میں گرم رکھا اور اب جو تازہ واقعہ ہوا ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! جنوری 2005 میں سوئی میں ایک ڈاکٹر شازیہ خالد کا rape ہوتا ہے جو قبائلی سسٹم میں رہنے والے لوگ ہیں آپ کا بھی اسی سسٹم سے تعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ قبائلی معاشرے میں کوئی جرم دو چار دن سے زیادہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ جب اس ڈاکٹر کا rape ہوا۔ قبائلی سسٹم کے تحت جب تحقیقات کیں تو معلوم ہوا کہ اس میں سوئی کے installations پر تعینات defence security guard کا ایک کیپٹن حماد ملوث ہے۔ جب میڈیا میں اس کا نام چھپا تو اس وقت کی گورنمنٹ نے خود جوڈیشل انکوائری کی بات کی لیکن انکوائری کے لئے ہائی کورٹ بلوچستان کے ایک جج کو مقرر کیا گیا تھا تحقیقات کے لئے لیکن اس نے آج تک انکوائری شروع ہی نہیں کی تھی کہ جنرل مشرف نے کہہ دیا کہ نہیں ' کیپٹن حماد اس میں ملوث نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! جب ایک فوجی آمر یہ کہہ دیتا ہے ' جب ایک شخص کو وہ ایک چٹ دے دیتا ہے کہ بھئی یہ اس میں ملوث نہیں ہے۔ تو مجھے بتائیں کہ پاکستان کے اس کرپٹ سسٹم میں پولیس کو ' کونسے SHO میں جرأت ہو گی کہ وہ کیپٹن حماد کے خلاف FIR کاٹے۔

جناب چیئرمین صاحب! اب بھی یہی ہو رہا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ان لوگوں کو بلوچستان کے ایک سابق وزیر کے دفتر سے اٹھایا گیا تھا ' وہ اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔ محترم حاصل بزنجو صاحب نے الیکٹرونک میڈیا پر آ کر نام لئے ان اداروں کے۔ میں اور ڈاکٹر مالک جب 2006 میں اس ہاؤس کے ممبر بنے تھے ' ہمیں پتہ ہے اور اسی ہاؤس میں ہم نے احتجاج کیا تھا کہ جناب جب ہم لاجز سے نکلتے ہیں اور ہم جہاں بھی جاتے ہیں ان کی گاڑیاں ہمارے پیچھے لگی ہوتی ہیں۔ وہ شکل سے پہچانے جاتے ہیں۔ ان کو پہچاننے کے لئے کوئی زیادہ عقل یا تدبر کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے گاڑیوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ان کا تعلق کن اداروں سے ہے۔ اب یہ واقعہ ہوا اور بلوچستان کے تین رہنماؤں کو شہید کیا گیا۔ ایک جوڈیشل کمیٹی بنائی گئی لیکن پھر وہی ہوا کہ اس جوڈیشل کمیٹی نے ابھی تک کام شروع نہیں کیا۔ مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔ انتہائی افسوس سے مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جناب صدر صاحب اور ہمارے رحمان ملک صاحب نے اسی طرح جس طرح پرویز مشرف نے حماد کو clearance

certificate دے دیا تھا ان کے بارے میں یہی کہا گیا کہ یہ ادارے ملوث نہیں ہیں۔ جناب ! آپ خود ایک جوڈیشل انکوائری بٹھا رہے ہیں۔ بلوچستان حکومت کے وزیر اعلیٰ نے ایک جوڈیشل انکوائری کا حکم دیا ہے۔ آپ کم از کم ان کی کچھ findings کا انتظار تو کریں۔ ایسی کیا جلدی ہے کہ آپ لوگوں کو clearance certificates دے دیتے ہیں۔ یہی بنیادی جڑ ہے خرابی کی جب بغیر تحقیقات کے ہم اداروں کو اور ان اشخاص کو جب ہم clearance certificates دے دیتے ہیں تو ان کے حوصلے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور پھر یہ معاملات بڑھتے چلے جاتے ہیں اور یہ کارروائیاں there is no end to it.

جناب چیئرمین صاحب ! مارچ 2006 میں جب مجھے اس ایوان کا ممبر بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس وقت حالات اس طرح بنا دیے گئے تھے کہ نواب اکبر خان بگٹی کو پہاڑوں کا رخ کرنا پڑا تھا۔ 17 مارچ 2006 کو اسی floor of the House پر میں نے اپنی پہلی تقریر میں یہ کہا تھا کہ ہم نے ابھی تک point of no return cross نہیں کیا ہے۔ آج بھی مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ جب مشرف ایک reluctant واجپائی کے ساتھ جو اس سے ہاتھ ملانے کے لیے تیار نہیں تھا وہ اس کے table تک جا کر اس سے ہاتھ ملا سکتا ہے تو اپنے پاکستان کے لوگوں سے کیوں بات نہیں کی جا سکتی لیکن again، Mr. Chairman، let me say that with the spilling of blood of Nawab Akbar Khan Bugti، the Baloch people were forcibly made to cross the line. اب جو باتیں ہو رہی ہیں وہ آپ بھی جانتے ہیں، ہم بھی جانتے ہیں لیکن اگر اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اپنے کانوں میں موم ڈالے ہوئے ہیں تو اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کر سکتا۔

جناب چیئرمین ! جن لوگوں کو یہ غلط فہمی تھی کہ نواب اکبر خان بگٹی کے مارے جانے کے بعد حقوق کی بات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی، وہ آج آکر وزیراعظم صاحب کو briefing دیں، وہ آج آکر صدر صاحب کو briefing دیں کہ آیا بلوچستان میں حالات پہلے سے بہتر ہوئے ہیں یا پہلے سے زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ Government's point of view سے جو law and order کی situation ہے وہ اس وقت کہاں پر ہے ؟ کوئی بھی شخص اگر اس میں ذرا بھی شرافت ہے، اگر اس میں ذرہ برابر بھی سچائی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ آکر یہ کہے گا کہ بلوچستان کے حالات اگست 2006 سے آج بہتر ہیں۔ اس وقت جب بات ہوتی تھی تو بلوچستان کے اندر رہ کر حقوق کی بات کی جاتی تھی، آج کھلم کھلا بغیر کسی خوف کے، بغیر کسی ڈر کے لوگ کہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں نہیں رہنا چاہتے۔ یہ نعرے بلوچستان کے گلی کوچوں میں گونج رہے ہیں، electronic media پر آ رہے ہیں۔ کل، پرسوں کے interviews آپ نے بھی دیکھے ہوں گے، ہماری حکومت کے جو کرتا دھرتا ہیں انہوں نے بھی دیکھے ہوں گے۔ ان کے پاس تو صبح شام DSR report جاتی رہتی ہے، انہوں نے بھی دیکھے ہوں گے کہ electronic media پر جو باتیں ہو رہی ہیں وہ کس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں۔ اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ معاملے کو دبانے سے، مزید ظلم کرنے سے، بندوق، ٹینک اور توپ کی زبان میں بات کرنے سے بلوچستان کا مسئلہ دب جائے گا، چیئرمین صاحب ! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں میں آپ کے بھی دل کی بات کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ پچاس سال تک حل نہیں ہوگا۔ یہ واقعات پاکستان

کی بنیادیں ہلادیں گے۔ میں آج on record یہ کہتا ہوں کہ بلوچستان کا issue اگر amicably settle نہیں کیا گیا تو پاکستان کے وجود کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ میں بحیثیت ایک شہری اپنی ذمہ داری پوری کر رہا ہوں۔ جو اس ملک کے کرتا دھرتا ہیں' نظام کی باگ ڈور جن کے ہاتھوں میں ہے' اب یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ بلوچستان کے issue کو کیسے handle کرتے ہیں۔ مشرف نے فاٹا میں شروع کیا تھا۔ وہاں وہ کمانڈو ہونے کی صورت میں یہ سمجھا کہ میں ان کو دبا دوں گا۔ آج کہاں ہے آپ کی .writ فاٹا میں آپ کی writ صرف FC کے قلعوں تک محدود ہے۔ قانون ان لوگوں کا چل رہا ہے۔ بیت اللہ محسود کا ہو چاہے مولوی نذیر کا ہو' جب آپ کے سرکاری اہل کاروں نے ایک شہر سے دوسرے شہر travel کرنا ہوتا ہے تو وہاں کے طالبان سے پہلے permission لیتے ہیں۔ آپ سوات کی بات کرتے ہیں' سوات میں سیاسی لوگوں نے اس خون ریزی کو کم کرنے کے لیے ایک معاہدہ کیا ہے۔ لیکن اس معاہدے سے پہلے آپ لوگوں نے' سرکار نے اپنا پورا زور لگا کر دیکھا تھا' آپ کے اسلحے خانے میں کون سا اسلحہ تھا جو سوات میں نہیں استعمال کیا گیا۔ اب آپ لوگ یہی policy اگر بلوچستان میں رکھنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ۔ بلوچستان میں بھی وہی ہو گا جو فاٹا اور سوات میں ہوا ہے۔ ہم بات کرتے ہیں کہ جی پہلے ہم dialogue کی بات کریں گے' development کی بات کریں گے اور آخری حربہ deterrence ہو گا لیکن یہاں پر تو معاملہ الٹ چل رہا ہے۔ ہم نے فاٹا میں پہلے deterrence کیا' سوات میں پہلے deterrence کیا' ہم نے بلوچستان میں پہلے اپنی پوری قوت آزمائی تھی لیکن اس قوت آزمائی کے بعد پھر ہم جا کر انہی لوگوں کی شرائط پر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر معاہدے کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آج بھی کہتا ہوں کہ اگر آج بھی صدق دل سے' ایمانداری سے' سنجیدگی سے بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے پیش رفت کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی سب کچھ ختم نہیں ہوا ہے' we have not lost everything. We can approach those people، we can talk to those people، لیکن بات یہ ہے کہ سرکاری ادارے اگر بیچ میں آکر ہر چیز کو sabotage کرتے ہیں اور پھر سیاسی حکومت' عوام کے ووٹوں سے' عوام کی قوت سے منتخب ہونے والی حکومت ان کو اگر یہ clean chit دے دیتی ہے تو پھر اللہ ہم پر رحم کرے۔

جناب چیئرمین! آخر میں میں صرف اتنا کہوں گا کہ جس طریقے سے اس واردات کے بعد حکومتی اہلکاروں کے statements آئے ہیں اور جس طریقے سے نواب اکبر خان بگٹی اور ان تین رہنماؤں کے قاتل آزادی سے گھوم رہے ہیں تو اس بارے میں میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

شکریہ جناب۔

Mr. Acting Chairman: Thank you.

پہلے وسیم سجاد صاحب بات کریں گے پھر آپ کی باری ہے۔

سینیٹر وسیم سجاد: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج اتفاق سے وزیر اعظم صاحب House میں موجود تھے اور میری خواہش تھی کہ آج جبکہ ایک بہت اہم مسئلے پر بحث جاری ہے تو وہ تمام تقاریر سن کر جاتے لیکن وزیر اعظم کی اپنی مصروفیات ہوتی ہیں اور ان کا جانا قابل فہم ہے۔

جناب والا! آج جو Adjournment Motion پیش ہوا ہے یہ اس بہیمانہ قتل کے بارے میں ہے جہاں تین سیاسی رہنماؤں کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا۔ اس سے پہلے اطلاعات یہ ہیں کہ ان کو ایک وکیل کے دفتر سے اٹھایا گیا ہے اور پھر ان کی لاشیں سامنے آئیں اور ابھی تک کوئی واضح طور پر یہ نہیں پتا چل رہا کہ اس کے پیچھے کون ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے جناب چیئرمین! کہ پاکستان میں اس وقت تمام چیزیں مہنگی ہو رہی ہیں۔ آٹا مہنگا ہے، بجلی مہنگی ہے، گیس مہنگی ہے لیکن انسانی زندگی بہت سستی ہے۔ آج جو حالات ہیں کہ جب مائیں صبح بچوں کو سکول بھیجتی ہیں تو دعائیں کرتی ہیں کہ وہ خیریت سے گھر واپس آجائیں۔ کوئی گھر سے باہر جاتا ہے تو دعائیں کی جاتی ہیں کہ وہ خیریت سے واپس آجائے، اس پر کوئی حملہ نہ ہو اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ حملے ہر جگہ ہو رہے ہیں۔ لاہور میں ہو رہے ہیں، چارسدہ میں ہو رہے ہیں، بلوچستان میں ہو رہے ہیں اور اس کا کوئی پتا نہیں چل رہا اور میں یہ کہوں گا کہ حکومت ان کو روکنے میں اور اصل ملزمان کو پکڑنے میں ان کی نشاندہی کرنے میں بالکل ناکام ہو چکی ہے۔

جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے اور یہ واقعات بدقسمتی سے اس وقت رونما ہوتے ہیں جب پتا چلتا ہے کہ بلوچستان کے مسئلے کے حل کے لیے کوئی سنجیدہ قسم کے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ چوہدری شجاعت حسین صاحب ایک بہت تھوڑے عرصے کے لیے پاکستان کے وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے لیکن انہوں نے باقی کام چھوڑ کر اپنا اولین فرض ادا کیا تھا اور جو سینیٹ میں اعلان کیا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ بلوچستان کے معاملے کے بارے پر میں کمیٹی قائم کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کے مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ اس کمیٹی کی دو سب کمیٹیاں بنیں۔ اس کمیٹی نے بہت کام کیا جو ریکارڈ پر موجود ہے لیکن جب کمیٹی ایسے موقع پر پہنچی جہاں پر سفارشات تیار کرنی تھیں، کچھ واقعات ایسے رونما ہو گئے جس کے بعد اس کمیٹی کے لیے کام مشکل ہو گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب بھی بلوچستان کے بارے میں کوئی سنجیدہ اقدامات اٹھانے کی کوشش ہوتی ہے جیسے آج بھی ہو رہی ہے تو کوئی نہ کوئی واقعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ تمام معاملات پس پشت چلے جاتے ہیں اور یہ چیزیں آگے بڑھائی جاتی ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ یہ process آگے نہ چل سکے۔

جناب والا! اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک سازش ہے، یہ سازش کون کر رہا ہے، اس کے پیچھے کون سے ہاتھ ہیں، ان کے مقاصد کیا ہیں یہ حکومت کا فرض ہے کہ ان کو جانے اور عوام کو بتائے، ایوان کو بتائے کہ اصلی بات کیا ہے۔ جب بلوچستان کی کمیٹی جو شجاعت حسین صاحب نے قائم کی تھی اس وقت شازیہ خالد کا واقعہ رونما ہو گیا اور law and order situation خراب ہو گئی۔ آج جب پھر بات ہو رہی ہے کہ بلوچستان کے بارے میں کچھ اقدامات اٹھائے جائیں، صوبائی خود مختاری کے بارے میں اقدامات اٹھائے جائیں تو پھر یہی واقعات ہو جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے بین الاقوامی سازش بھی ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے اندر سازش بھی ہو سکتی ہے۔ اس کے اثرات ہمیں دکھائی

دیتے ہیں کہ جب یہ واقعات ہوتے ہیں تو ایک دوسرے پر الزامات شروع ہو جاتے ہیں۔ شک و شبہات شروع ہو جاتے ہیں' نفرتیں پیدا ہوتی ہیں اور ہمارے دشمن اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کے لیے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم ہونا چاہیے کیونکہ وہاں کے جو local judges ہیں ان پر بہت دباؤ ہو گا ہو سکتا ہے وہ صحیح فیصلہ پر نہ پہنچ پائیں۔ اس pressure کی وجہ سے جو locally ہوتا ہے' اس کمیشن کو تمام سہولیات دینی چاہئیں۔ Intelligence agencies کو بھی تمام اطلاعات فراہم کرنی چاہیے۔ ان کے پاس جو بھی اطلاع ہے وہ اطلاع ان کو دینی چاہیے۔ چاہے وہ اگر openly نہیں دے سکتے تو close door میں دے سکتے ہیں تاکہ وہ صحیح نتیجے پر پہنچ سکیں کہ اس کے پیچھے کون سے ہاتھ ہیں۔ وہ پتا نہیں پاکستان کے اندر ہیں' وہ پاکستان سے باہر ہیں' جو بھی لوگ ہیں ان کے بارے میں ہمیں پتا چلنا چاہیے اور قبل اس کے کہ ہم کسی نتیجے پر پہنچیں میں تمام سیاسی اکابرین سے درخواست کروں گا کہ کوئی ایسے الزامات نہ لگائے جائیں جس سے پاکستان میں فضا زیادہ خراب ہوتی ہے۔ جس سے ہم ایک دوسرے پر شک کرنے لگتے ہیں۔ اس سے نہ پاکستان کا فائدہ ہوتا ہے نہ بلوچستان کا فائدہ ہوتا ہے۔ یہ جو واقعہ ہوا ہے یہ سازش بلوچستان کے خلاف بھی ہے اور پاکستان کے خلاف بھی ہے۔ یہ خالی بلوچستان کا معاملہ نہیں ہے۔ اس سے پاکستان کے تمام صوبے' پاکستان کے تمام عوام سختی سے اس کی مذمت کرتے ہیں۔ جو ہمارے اندر اس کے خلاف رنج و غم و جذبہ ہے اس کو بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں لیکن میں اپنے بھائیوں کو یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے تمام عوام' ہر طبقے کے لوگ' پارلیمنٹ کے اندر' پارلیمنٹ کے باہر ان کے ساتھ ہیں۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ حکومت نہ صرف ان اقدامات کو روکے بلکہ پاکستان کے اندر جو لاقانونیت ہو رہی ہے۔ یہاں انسانی جانیں ضائع ہو رہی ہیں' یہاں روز دھماکے ہو رہے ہیں' حکومت کا اولین فرض ہے کہ ہر شہری کی جان و مال کا تحفظ کیا جائے اور پاکستان کے باقی معاملات بھی اہم ہوتے ہیں لیکن کسی شہری کی جان و مال کا تحفظ حکومت کی اولین ذمہ داری ہے اور بدقسمتی سے وہ اس ذمہ داری پر پورا نہیں اتر رہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔ کافی سپیکر ہیں وہ باری باری آتے رہیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : مولانا شیرانی صاحب کو بھی موقع دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : مولانا شیرانی کی میں آپ سے زیادہ عزت کرتا ہوں' یہ بتا دوں لیکن باری باری آتے رہیں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب شکریہ۔ آپ نے اس اہم مسئلے پر اور پھر بالخصوص میں اس صوبے کا ہوں۔ اس حوالے سے صوبے کی مجموعی صورتحال بیان کرنا اور اس ہاؤس کے سامنے رکھنا میری ذمہ داری بنتی ہے۔ جناب چیئرمین! مسائل زیادہ ہیں اور وقت کم ہے' میں بڑے اختصار سے عرض کروں گا کہ ہمارا ملک پاکستان ایک ملٹی نیشنل سٹیٹ ہے' پاکستانی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہمارے اہم مسئلوں میں سے ایک مسئلہ صوبائی خودمختاری کا ہے۔ پاکستان کے ہر آئین کو جب ہم دیکھیں گے کہ جب صوبائی خودمختاری کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو یا

مارشل لا لگاتے ہیں یا آئین ساز اسمبلی کو توڑتے ہیں یا کوئی ایسا اور اقدام کرتے ہیں۔ اس وقت جو ہمارے صوبے میں بدامنی ہے اس حوالے سے جو موجودہ کیس ہے، جس میں ہمارے سیاسی لیڈران شہید ہوئے ہیں، اس میں خاص بات یہ ہے کہ صوبوں کے اپنے حقوق ایک صحیح وفاق کے حوالے سے جدوجہد کے بارے میں جو establishment نے ناروا رویہ رکھا ہوا ہے اس وجہ سے ایک مزاحمت کا ماحول پیدا ہوا ہے۔ یہ اصل مسئلہ ہے۔ اس حوالے سے ہم یہ تجویز کریں گے اور بالخصوص جو پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو اس کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ تھی کہ آل پارٹیز کانفرنس کی روشنی میں سی او ڈی کی روشنی میں، پونم کے پروگرام کی روشنی میں، اے پی ڈی ایم کے پروگرام کی روشنی میں سب سے پہلا نکتہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ ایک آئینی اصلاحات کا کمیشن بنتا، یا پارلیمانی کمیٹی بنتی اور اس پر کام شروع ہو جاتا۔ اس حوالے سے ایک سال سے زیادہ وقت ایسا گزرا کہ اب بمشکل یہ میں نے سنا کہ ایک کمیٹی بنا رہے ہیں کہ وہ آئینی reforms کا مسئلہ زیر بحث لائے۔ ہماری تجویز ہے کہ اگر یہ تشدد ختم کرنا ہے تو اس کے لیے آئین کی ایک کمیٹی بنائیں اور آئینی اصلاحات اور اس میں بالخصوص صوبائی اختیارات۔ صوبوں کے اختیارات کی مقدار کے لیے آئین کی گارنٹی، اس حوالے سے میں پھر یہ عرض کروں گا کہ وسیم سجاد صاحب کی کمیٹی اور مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی نے جتنی recommendations دی ہیں، کام کیا ہے اس سے استفادہ کیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ اس میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں ایک طرف establishment ہے جو ایسے اقدامات کر رہی ہے، واقعی ان کی تاریخ یہ ہے کہ سیاسی کارکنوں کو قید کر کے، تشدد کر کے، مار کر انہوں نے اپنا مقصد حاصل کیا ہے۔ اب بھی یہ جو تربت کا کیس ہے شواہد ہیں اس لحاظ سے یہ establishment کا کام ہے۔ اس حوالے سے ہم ان اقدامات کو condemn کرتے ہیں۔ البتہ حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس حوالے سے سیاسی فیصلے سیاسی انداز میں کرے۔ اس میں ایک اہم بات مزاحمت کاروں کی ہے، اس حوالے سے ہم ان سے کہتے ہیں کہ ان کا حق ہے کہ وہ اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کریں لیکن ایک reality کی میں نشاندہی کروں گا کہ دیکھیں اگر آپ نے کوئی مزاحمت کرنی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ آپ justified ہیں کہ اپنے حقوق آپ کو ملیں۔ ایک بات آپ توجہ سے دیکھیں کہ صوبے میں ہم پشتون برابر کے شریک ہیں۔ اس حوالے سے اگر وزیراعظم صاحب موجود ہوتے تو زیادہ بہتر تھا، ورنہ یہ سینیٹ اور پارلیمنٹ کا کام ہے۔ آپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنا ہوگی کہ ہم پشتون اور بلوچ دو قومیتیں اس صوبے میں موجود ہیں لہٰذا ہماری پہلی preference یہ ہے کہ ہم پشتونوں کو متحد کر کے پشتونخواہ صوبہ بنایا جائے اور اس کو صوبائی خودمختاری دی جائے لیکن اگر ایسا نہیں ہوتا تو اس وقت تک یعنی جب ہم صوبے میں ہیں تو ہم اپنی سرزمین کے حقدار ہیں کہ ہمارے وسائل ہمارے ہوں۔ اس پر ہمارا اختیار ہو۔ یعنی اس میں جب بھی کوئی لفظ استعمال ہو کہ بلوچستان تو سمجھا جائے کہ بلوچستان کے معنی پشتون بلوچ صوبہ ہے۔ جس میں ہم رہتے ہیں اور یہ ہمارا حق ہے۔ اس کے ساتھ جب جنگ کے حالات پیدا ہوتے ہیں، اس میں بعض اوقات بندوق کا بھی ایسا نشہ ہے کہ اگر بندوق سے آپ نے ایک یا دو آدمیوں کو مارا تو تیسرے کو مارنے کا ایسے ہی شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ہم یہ request کریں گے کہ جو لوگ بھی مزاحمت کریں، عام بے گناہ لوگوں کو خواہ وہ پشتون

کی سر زمین پر ہوں یا بلوچ سر زمین پر ہوں جو ہماری پشتو میں کہتے ہیں کہ ہمسایہ ہیں، جو ہمارے شریک غم ہیں، شادی میں شریک ہیں ان کو کوئی نقصان پہنچانا، ہم سیاسی لوگوں سے اتنا کہتے ہیں کہ اس سے ہمیں افسوس ہوتا ہے اور ہم اس کو محسوس کرتے ہیں۔ بے گناہ لوگوں کو مارنا یا ایک دوسرے کی زمین کو چھیننے جیسا کوئی کام نہ کیا جائے۔ مثلاً ابھی میں آپ سے عرض کروں کہ دو تین دن پہلے ہمارا اپنا پشتون خواہ students organization کا بچہ شہید ہوا کوئٹہ میں۔ ایسے ہی کسی نے فائر کر دیا اور وہ مارا گیا۔ کل سریاب میں عام مزدوری کرنے والا ہمارا آدمی مارا گیا۔ اب یہ چیزیں آپ کو serious لینی چاہییں۔ جو لوگ بھی اس سے متعلقہ ہیں انہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اپنی صحیح justified cause کے لیے ایسا کام نہ کریں جس سے بے انصافی ظاہر ہو اور وہ ناروا ہو۔

ہمارے صوبے کے بارے میں حکومت کو، صدر کو، وزیر اعظم کو دیکھنا چاہیے کہ جناب والا! جب آپ وہاں جاتے ہیں تو آپنے وہاں پر کوئی پختون گورنر یا وزیر اعلیٰ با اختیار دیکھا؟ آپ یہاں سے جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں صوبہ صرف ایک لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اس میں پشتون بھی ہوں۔ جناب والا! بہر صورت اہم چیز یہ ہے کہ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ حل کیا جائے اور اس حوالے سے جمہوریت اور پارلیمنٹ کے اختیارات صوبے کے حصے کی حیثیت سے ہونا چاہییں اور جس حد تک ہمارے صوبے میں ہمارے مسائل ہیں ان کو آپ اہم مسائل کی حیثیت سے حل کریں۔ جو لوگ مزاحمت کر رہے ہیں ان سے ایک request ہے کہ کم از کم یہ کوشش نہ کریں کہ آپ کے خیال میں یہ بس دھما چوکڑی ہے اور ہو رہا ہے تو اس میں کہیں سے ایک ٹکرا زمین کا ادھر سے قبضہ یا زمین کا ادھر سے قبضہ، نہیں ہماری زمین ہماری قوم کے لوگوں کی ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ بلوچ کی زمین پر ایک ایک انچ پر خط کھینچا ہوا ہے کہ ہر ایک کی اپنی زمین ہے۔ ایک دوسرے کی زمین وہ occupy نہیں کر سکتے۔ جناب والا! میں نے آپ کا time لیا۔ بڑی مہربانی۔

Mr. Acting Chairman: Thank you، Maulana Abdul Ghafoor Haidri Sahib، please take the floor.

محمد خان شیرانی صاحب نے request کی تھی میرا خیال ہے وہ نکل گئے ہیں اور حاجی عدیل صاحب بھی اٹھ کے چلے گئے۔ اچھے مقرر ہیں۔ پھر بعد میں ناراض ہوں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ بلوچستان کے حوالے سے میں اپنا نقطہ نظر پیش کروں۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کا مسئلہ سب جانتے ہیں کہ سیاسی اور آئینی ہے اور ان ایوانوں میں ہم مسلسل چیختے چلاتے رہے ہیں لیکن ہماری آواز ہمیشہ صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے اور ہماری بات کو کسی طرح بھی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ چاہے 1970 کی دہائی ہو یا اس کے بعد کے حالات ہوں۔ جنرل پرویز مشرف کے آنے کے بعد بلوچستان کی صورت حال یوں بنی۔ اس حوالے سے کمیٹیاں بھی بنیں۔ بڑی اچھی تجاویز بھی آئیں لیکن ایک غیر مرئی قوت بلکہ جنرل پرویز مشرف خود اس میں دخیل رہے اور انہوں نے بلوچستان کے مسئلے کو حل نہیں ہونے دیا۔

جناب چیئرمین ! آپ کا تعلق بھی بلوچستان سے ہے' آپ بلوچستان کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ قیام پاکستان کے حوالے سے بھی یہ بات بڑی واضح ہے کہ خان آف قلات یا بلوچستان کے لیڈروں نے پاکستان میں شمولیت کے حوالے سے تحفظات کے باوجود انہوں نے جس قربانی کا مظاہرہ کیا وہ تاریخ کا حصہ ہے لیکن بدقسمتی یہ رہی کہ بلوچستان پاکستان کا حصہ تو بنا' بلوچستان کو پاکستان میں شامل تو کیا گیا' بلوچستان کے ساتھ جو معاہدات ہوئے تھے ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ اور جو معاہدات میں عمل درآمد نہیں ہوا تو یقیناً ایک حد تک تو برداشت کیا سکتا ہے لیکن تا کبے ؟ چنانچہ بلوچستان کے حقوق اور اس کے مسائل کے حوالے سے وہاں کوئی تفریق نہیں ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کا' تمام دینی جماعتوں کا یہی' یکساں موقف ہے کہ بلوچستان کے جو جائز حقوق ہیں' جو آئینی حقوق ہیں وہ انہیں ملنے چاہییں۔

ظاہر ہے کہ بلوچستان آبادی کے لحاظ سے ایک چھوٹا صوبہ ضرور کہلاتا ہے لیکن رقبے کے لحاظ سے یا معدنی وسائل کے حوالے سے بلوچستان سب سے بڑا صوبہ ہے اور یہاں پر جو قدرتی وسائل ہیں یا ذخائر ہیں جناب چیئرمین ! آپ ان سے بھی بخوبی آگاہ ہیں۔ تیل کے ذخائر ہیں' گیس کے ذخائر ہیں' کوئلے کے ذخائر ہیں' سونے اور چاندی کے ذخائر ہیں۔ یہ تمام ذخائر بلوچستان میں ہیں۔ اگر بلوچستان کے لوگوں کو مطمئن کیا جاتا اور ان ذخائر کو استعمال میں لایا جاتا تو پاکستان کو آج بھیک نہ مانگنا پڑتی۔ آج گداگری کا کشکول اسے غیروں کے سامنے پھیلانا نہ پڑتا' لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ بلوچستان کو ہمیشہ ان وسائل سے بھی محروم رکھا گیا اور زیادتیوں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

جنرل پرویز مشرف کے دور میں جو ظلم ہوا' جو زیادتی ہوئی' نواب اکبر خان بگٹی کا قتل دنیا جانتی ہے۔ نواب صاحب اس عمر میں پہاڑوں میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ ظلماً' جبراً' زبردستی انہیں پہاڑ کی طرف دھکیلا گیا اور پھر جس بے دردی کے ساتھ انہیں شہید کیا گیا اور پھر اس کی لاش کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ہم سب کے سامنے عیاں ہے اور ابھی تک وہ آنسو خشک نہیں ہوئے تھے' وہ غم جاری تھا۔ احتجاج بھی چل رہے تھے اور پھر یہ واقعہ ہوا۔

جناب چیئرمین ! اس حکومت کے قیام کے بعد یہاں رضا ربانی صاحب نے ہاتھ جوڑ کر فرمایا کہ میں بلوچستان کے عوام سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ صدر صاحب نے بھی فرمایا' وزیراعظم نے بھی شاید کہا ہو گا لیکن میں نے اسی floor پر کہا کہ ہاتھ جوڑنے کی ضرورت نہیں ہے' نہ ہاتھ جوڑنے سے بلوچستان کا مسئلہ حل ہوتا ہے بلکہ بلوچستان کے مسئلے کے لیے عملی اقدامات ہونے چاہییں۔ بلوچستان کے مسئلے کے لیے اگر عملی اقدامات نہیں ہوں گے تو ہاتھ جوڑنے سے بلوچستان کے لوگوں کو اطمینان نہیں ہو گا اور پھر ہم یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ جو مفاہمتی عمل کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس سے کسی حد تک لوگ مطمئن بھی تھے کہ اب کوئی نہ کوئی پیش رفت اس حوالے سے ہو جائے گی اور مسئلے کا کوئی حل نکل آئے گا۔ ایک سال کا عرصہ گزرا اس حوالے سے بھی جناب چیئرمین ! آپ نے دیکھا کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔ ہم نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ایک متفقہ قرارداد پاس کی کہ اپنی قوم سے لڑائی بھڑائی کے بجائے' ان کے خلاف فوجی action کی بجائے ہمیں ان سے مذاکرات اور مفاہمت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور یہ اس کا بنیادی نقطہ تھا اور اس قرارداد کے بعد پاکستانی قوم سمجھ رہی تھی کہ پارلیمنٹ نے اپنی supremacy شاید تسلیم کروائی ہے اور اس نے قرارداد پاس کی ہے' اس قرارداد پر عمل ہو گا' قبائلی علاقوں میں بھی' سوات میں بھی'

بلوچستان میں بھی ' اور جو کچھ بھی ہوا ہے وہاں اس کا تدارک کیا جائے گا۔ان کی اشک شوئی ہو گی اور پاکستان میں ایک سوچ اور ایک ذہن بنا public میں اور ہم سب یہ سمجھ رہے تھے لیکن بدقسمتی سے ابھی زخم مندمل نہیں ہوئے تھے 'وہ زخم تازہ تھے 'ان پر مرہم رکھنے کی بجائے نمک پاشی کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔غلام محمد اور ان کے ساتھی کوئی عام لوگ نہیں تھے۔غلام محمد اپنی پارٹی کا سربراہ تھا اور ان کو دن کی روشنی میں public کے سامنے اٹھا کر لے جانا 'اور اس کے بعد قتل کر کے ان کی لاشوں کو جنگل میں پھینکنا ' میدان میں پھینکنا اس طرح کے واقعات کے بعد لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔۔۔۔ بلکہ بلوچستان کے لوگ اب تو اور بات کر رہے ہیں اور اپنے ملک سے دشمنی کی بات کر رہے ہیں 'اب تو پاکستان مردہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں 'اب تو آزادی کی بات کر رہے ہیں تو جناب چیئرمین ! اللہ نہ کرے 'اللہ نہ کرے جو لوگ یہ سوال پوچھتے ہیں اگر اس میں کسی کی family کو بلاجواز اس طرح کا کوئی نقصان پہنچے 'کسی گھر کی بے عزتی ہو 'خواتین کی بے عزتی ہو 'ان کے جوانوں کو چن چن کر قتل کیا جائے۔جو سوال کرنے والے لوگ ہیں ان سے پوچھا جائے ' پھر ان کا رد عمل کیا ہو گا ہم نے ان کے لیے چھوڑا کیا ہے ؟آخر ہم ان سے کیا توقع رکھیں؟ ان کی عورتوں کو بھی اٹھا کر عقوبت خانے میں رکھنا' ان کے جوانوں کو بھی اٹھا کر عقوبت خانوں میں رکھنا 'ان کے چیدہ چیدہ سیاسی راہنماؤں کو 'بزرگوں کو قتل کیا جائے اور پھر ہم ان سے یہ توقع رکھیں کہ پتھر کی بجائے وہ ہمیں پھول پیش کریں گے وہ کہیں گے کہ پاکستان زندہ باد ' جناب چیئرمین ! ہم نے قیام پاکستان کے مقاصد سے غداری کی ہے ' بے وفائی کی ہے ' پاکستان کا مقصد کیا تھا۔'لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ' اس سر زمین پر اللہ کا نظام ہو گا لوگوں کو انصاف فراہم کیا جائے گا 'صوبوں سے انصاف ہو گا۔ ۶۲ سال میں اسلام نہیں آیا۔دوسرے درجے میں جمہوریت کی بات تھی کہ یہاں جمہوریت کی عمل داری ہو گی 'جمہور کی بات مانی جائے گی 'عوام الناس کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا 'صوبوں کو خود مختاری دی جائے گی 'صوبوں کے عوام اپنی مرضی کی حکومت بنائیں گے ۔ یہ بات بھی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین ! اب میرا آپ سے سوال ہے 'اس ہاؤس سے ہے ' مجھے مطمئن کریں ' مجھے بتائیں کہ قیام پاکستان کے بنیادی مقاصد سے ہم نے انحراف کیا۔میں بابر صاحب کو بھی متوجہ کرنا چاہوں گا 'اسلام تو یہاں نہیں آیا ' جمہوریت بھی یہاں نہیں آئی تو آپ مجھے بتائیں کہ وہ کونسا نقطہ ہے جس میں اتنی کشش ہے کہ چاروں صوبوں کے عوام کو کہیں کہ آپ پاکستان میں رہیں اور پاکستان زندہ باد 'میں غلط سہی لیکن آپ مجھے سمجھائیں کہ وہ کونسا نقطہ ہے؟ اسلام بھی نہیں 'صوبائی خود مختاری بھی نہیں 'جمہوریت بھی نہیں 'ظلم و زیادتی کا سلسلہ بھی جاری 'تو پھر وہ کونسا نقطہ اتحاد ہے جس پر ہم متحد ہوں میں کم از کم ایک مولوی ہوں 'میں اسلام کی بات کرتا ہوں۔میں کہتا ہوں کہ (عربی) سب مسلمان بھائی بھائی ہیں کوئی فرق نہیں ہے لیکن مجھے بھی تو کوئی چیز مل جائے کہ میں لوگوں سے کہوں کہ یہ ہے وہ نقطہ 'جس پر ہم مسلمان اکٹھے رہ سکتے ہیں جناب ! ان چیزوں کو ہم اس طرح ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر یہ مسلمانوں سے 'اس خطے کے عوام سے ' وطن عزیز کے عوام سے دوستی کی بات نہیں ہے یہ دشمنی والی بات ہے۔اگر ہم ذمہ دار ہیں تو پھر ہم میں سے ہر ایک کو اپنے گریبان میں بھی جھانکنا چاہیے اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ہم نے اگر اس ملک کو قائم رکھنا ہے تو پھر اس کی بنیادی اساس کی طرف جانا ہو گا کہ جن مقاصد

کے لیے یہ ملک بنا' ان مقاصد کو سامنے لائیں آج بہت سارے ساتھیوں کو اعتراض ہو سکتا ہے ' اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اگر سوات میں نظام عدل ریگولیشن پر دستخط کیے جاتے ہیں وہاں لوگوں سے ایک معاہدہ کیا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں ایک امن قائم ہوتا ہے تو پھر اس کو آزمایا جائے ' اسے دیکھا جائے ' اس میں اگر ہمارے ملک کی بہتری ہے ہماری قوم کی بہتری ہے تو اس نظام کو اپنایا جائے یعنی آپ ملک کو کہاں لے جا رہے ہیں ؟ وعدے ' وعید ہوتے ہیں معاہدات ہوتے ہیں اور پھر انہیں پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی سلامتی بلوچستان سے وابستہ ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں اور اگر خدانخواستہ بلوچستان کو کچھ ہوا تو پاکستان نہیں رہے گا تو اس لیے بلوچستان کے مسائل جیسے میں نے شروع میں کہا' سیاسی ہیں ' آئینی ہیں اور چھوٹے صوبوں کو بھی اعتراضات ہیں۔ پنجاب میں خود بہت سارے لوگوں کو اعتراضات ہیں ' میں قومی فرقہ واریت کی بات نہیں کرتا جو حقائق ہیں ان کا تدارک کیا جائے ' صوبوں کو مکمل خود مختاری دی جائے یہ آئین کا تقاضا ہے۔ اس میں اگر سقم ہے تو یہ ادارے کس لیے ہیں ؟ ان ادروں میں ہم کیوں بیٹھے ہیں ہمیں قانون سازی کرنی چاہیے ' صوبوں کو خود مختاری دینے سے لوگ مطمئن ہوں گے اور وفاق کے سر سے بھی بوجھ اتر جائے گا کہ ہم نے صوبوں کو خود مختاری دی ہے ۔ وفاق ایک coordinator ہے اور ہم ان کی نگرانی کریں گے ' کہیں مشکلات ہوں گی تو ساتھ دیں گے اپنا کام چلالیں جو بھی محکمے ' جو بھی ادارے صوبوں سے متعلق ہیں ہم ان کو مکمل اختیار دے دیں۔ ساری دنیا میں بہت سارے ممالک ہیں صوبے خود مختار ہیں جس امریکہ کے ہم گن گاتے ہیں ' تابعداری کا دم بھرتے ہیں اس میں بھی آپ دیکھیں ہر ریاست کا اپنا اپنا قانون ہے ' اپنے اپنے ضابطے ہیں۔ یہاں کہتے ہیں کہ مالاکنڈ میں نظام عدل نافذ ہوا ہے۔ پاکستان میں اتنے قوانین کیسے چل سکتے ہیں۔ بہت سارے شروع سے قوانین ہیں ' مالاکنڈ میں بھی پہلے سے قوانین تھے ' فاٹا کے الگ ہیں ' ہمارے بلوچستان میں قاضیوں کا نظام بھی ہے اور اب سے نہیں ریاست کے زمانے سے چلا آ رہا ہے ' کہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو جس علاقے کے لوگ اگر کسی اچھے system کی demand کرتے ہیں تو ہمیں انہیں دینے میں کیا حرج ہے؟ ہمیں کونسی تکلیف ہے؟ کہاں ہمارا نظام disturb ہوتا ہے؟ تو اس لیے جناب چیئرمین ! میں اپنے اس مطالبے کو دہراؤں گا اور حکومت میں شامل بڑی پارٹیوں سے میں گزارش کروں گا کہ ابھی وقت ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بلوچستان اور باقی صوبوں کے جو مسائل ہیں ان کو حل کریں اور جو لوگ ناحق مارے گئے۔

جن کے بارے میں کمیشن بنایا گیا ' جن سے لوگوں کو شکایتیں ہیں ' کیا وہ آپ لوگوں کے دکھوں اور درد کا مداوا کرے گا ؟ آپ بتائیں جناب چیئرمین صاحب ! کیا یہ مذاق نہیں ہے؟ کیا یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ مذاق نہیں ہے؟ کیا ان شہداء کے ورثاء کے ساتھ ' ان تنظیموں کے ساتھ یہ مذاق نہیں ہے کہ جنہوں نے خود اٹھا کر لوگوں کو قتل کیا ہے ' ان کو کمیٹی میں شامل کیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ نیشنل پارٹی سے لئے گئے ہیں ' فلاں پارٹی سے لئے گئے ہیں۔ میں مانتا ہوں ' لئے ہوں گے لیکن وہ اس کمیٹی میں بیٹھیں گے کیسے ؟ وہ سمجھیں گے کہ میرا قاتل میرے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور میں اس سے انصاف چاہتا ہوں۔ وہ اس کمیٹی میں کس طرح بیٹھیں گے ؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کمیٹی کو بالکل ختم کیا جائے اور سینیئر عدالتی سطح کے لوگوں پر مشتمل ایک ایسی اعلیٰ سطح کی کمیٹی بنائی جائے جو

کہ فوری طور پر تحقیقات کر کے وفاقی حکومت کو رپورٹ دے اور جو کردار اس میں ملوث ہیں' ان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : شکریہ۔ مولانا شیرانی صاحب! ہمارے پاس نماز تک 32 منٹ ہیں۔ میں نے Leader of the House and the Leader of the Opposition سے request کی ہے اور پارلیمانی وزیر سے بھی request کی ہے کہ اگر movers کو سوموار کو بھی تھوڑا time مل جائے' اجلاس کے شروع کا ایک گھنٹہ مل جائے تاکہ یہ اپنی motion پر بحث مکمل کر لیں کیونکہ یہ motion بہت ضروری ہے اور یہ وزیراعظم صاحب کے نوٹس میں بھی آ گئی ہے۔ انہوں نے بابر اعوان صاحب اور Leader of the House کی یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ جو بھی ہاؤس کا sense ہے' وہ میرے تک تفصیلی طور پر پہنچائیں۔ مولانا شیرانی صاحب۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین : صابر بلوچ صاحب! .We are coming to it ویسے خوبصورتی اس میں ہے کہ پہلے سب دوست بول لیں' پھر آپ کے پاس آ جائے گا .and you will be helpful latter on

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی) محترم چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ ہمارے جو تین محترم حضرات جس بے دردی سے قتل ہوئے ہیں' میں اس بارے میں شاید جزوی مسائل پر بات نہ کروں اور میں بنیادی مسائل کی جانب اس ہاؤس کی توجہ دلاؤں۔ اب یہ کہ اغوا کرنے والے اور قتل کرنے والے کون ہیں؟ اس بات کو معلوم کرنے کی ذمہ داری کس کی بنتی ہے؟ اگر جرم ہوتا ہے اور وہاں پر ایک سٹیٹ اور مملکت ہو لیکن مجرم کا پتہ نہیں چلتا تو پھر جرم کی نسبت ہمیشہ کے لئے سٹیٹ کی جانب ہوتی ہے۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ سٹیٹ جمہوری حکومت ہے یا پس پشت کوئی اور قوت ہے' اس کا فیصلہ پھر آپ ہی کر لیں کہ وہ کون ہیں۔

جناب والا! ہمارے ایک فاضل سینیٹر حاصل بزنجو صاحب نے اپنے انٹرویو میں کھل کر فریق ثانی کی نشاندہی کی اور ان دونوں فریقوں کو سامنے لائے بغیر' سنے بغیر فیصلہ ایک فریق کے بارے میں دیا جاتا ہے' میں نہیں سمجھتا ہوں کہ دنیا جہان کا کوئی ایسا قانون ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ایک فریق کی گفتگو سے آپ رائے قائم نہ کریں اور نہ فیصلہ دیں۔ اس لئے اگر ہمارے ذمہ دار لوگ فریقین کے سننے کے بغیر ایک فریق کے بارے میں فیصلہ دیتے ہیں تو اس طرح کا کوئی قانون یہاں سینیٹ میں پاس ہوا ہے یا اس بارے میں آپ حضرات کو کوئی پتا ہے تو اس کے بارے میں مجھے بتا دیں۔ مسئلہ جزئیات کا نہیں ہے۔ مسئلہ اصولی ہے اور وہ اصولی مسئلہ یہ ہے کہ کسی کا قول ہے کہ متحدہ ہندوستان میں مسلم قوم تھی جس کو ایک ملک کی ضرورت تھی اور وہ ملا۔ اب ایک ملک پاکستان کے نام کا ہے جسے کسی قوم یا ملت کی ضرورت ہے لیکن بے چارے کو یہ بھیک مانگ کر بھی نہیں ملتا تو اس پر آپ غور کریں کہ یہ ملک تو ہے لیکن اس میں ایک واحد قوم یا واحد ملت کوئی ہے؟ اب جب تک فکری وحدت نہ ہو یا نسلی وحدت نہ ہو' وہاں پر ہمیشہ کے لئے واحدانی حکومتیں کامیاب نہیں رہتیں اور نہ چل سکتی ہیں۔ دنیا کا سیاسی

اصول ہے۔ میں اس کی قومی اسمبلی میں بھی وضاحت کر چکا ہوں اور اب اپنے محترم ارکان سینیٹ کے سامنے بھی یہی گزارش کروں گا کہ آپ کا ہاؤس یہ فیصلہ کرے کہ اس ملک کا مالک کون ہے۔ تنخواہ دینے والا مالک ہے یا تنخواہ لینے والا مالک ہے۔ پہلے آپ یہ فیصلہ تو کر لیں کہ مالک کون ہے۔ یہاں پر تو کچھ پتا نہیں چلتا ہے کہ کیا اس ملک کے مالک پندرہ کروڑ عوام ہیں جن کے ٹیکسوں سے تنخواہیں دی جاتی ہیں یا ایک مخصوص طبقہ ہے جو ان ٹیکسوں سے تنخواہ لیتے ہیں۔ اب مالک کون ہے؟ اس کا فیصلہ کس نے کرنا ہے؟

جناب والا! ابھی میں رضا ربانی صاحب کی اس فریاد کو سن رہا تھا کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آخر کس نے کیا ہے، اس کی نشاندہی تو اس ہاؤس میں کی جائے۔ یہ کون سی قوت ہے جو پیٹھ پیچھے کام کر رہی ہے؟ اسے سامنے لایا جائے۔ میں یہ بھی سنتا ہوں کہ پارلیمنٹ کو آزاد ہونا چاہیے۔ پارلیمنٹ کو بالادست ہونا چاہیے۔ آزادی کس سے حاصل کرنی ہے؟ وہ فریق بھی تو بتا دیں کہ کون ہے جس سے آزادی حاصل کرنی ہے۔ بالادستی کس پر قائم کرنی ہے؟ اس فریق کے بارے میں بھی تو بتا دیا جائے۔ یہ مبہم باتیں ہمیشہ قوموں کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس ہاؤس میں اصولی بحث کرنی چاہیے۔ مثلاً بین الاقوامی دنیا میں سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد، مارکسزم کی ناکامی کے بعد اب ایک نئی theory بین الاقوامی سیاسیات میں آ چکی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اب ہمارا اصل فریق قوت کے لحاظ سے امت مسلمہ ہے اور فکر کے لحاظ سے اسلام ہے۔ NATO جیسے جتنے بھی معاہدے تھے، جتنے بھی ادارے اور تنظیمیں تھیں جو سوویت یونین کے اقتدار کی روک کے لئے بنائے گئے یا مارکسزم کے فکر کے فروغ میں رکاوٹ ڈلوانے کے لئے تھے۔ وہ معاہدے تو آج بھی دنیا میں موجود ہیں، وہ ادارے آج بھی اس دنیا میں موجود ہیں جو funding ان پر ہو رہی تھی، اس میں اضافہ ہوا ہے لیکن صرف جہت کی تبدیلی ہوئی ہے، سوویت یونین کی بجائے امت مسلمہ اور مارکسزم کی بجائے اسلام اس کا نشانہ بن چکا ہے۔ ہمیں بڑی سنجیدگی سے اس پر غور کرنا چاہیے کہ بین الاقوامی سطح پر کیا ہو رہا ہے اور امت مسلمہ یا اسلام کے ساتھ کیا رویہ اپنایا جا رہا ہے۔ آپ سب حضرات اس معزز ہاؤس کے اراکین ہیں، آپ کو پتا ہے کہ بین الاقوامی سیاسیات اور دنیا میں یہ اصول بیان کیا جاتا ہے کہ تیسری دنیا کی سرحدیں حتمی اور قطعی نہیں ہیں اور تیسری دنیا میں کون آتے ہیں؟ تو اس کا لازمی نتیجہ کیا ہوگا؟ اگر بین الاقوامی دنیا میں کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا ایک global village ہو یعنی ایک ہی بستی ہو تو بستی میں محلے تو ہو سکتے ہیں لیکن حکومتیں نہیں ہو سکتی ہیں اور اگر بین الاقوامی سیاسیات میں یہ اصول بیان کیا جاتا ہے کہ New World Order ہو یعنی دنیا پر نیا نظام حکومت مسلط ہو تو آپ بتائیں کہ وہاں پر پھر مملکتوں کا، حکومتوں کا، ریاستوں کا کوئی تصور باقی رہ جاتا ہے؟ یہ بنیادی چیزیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم ہاؤس ہے اور ان بنیادی چیزوں پر اس ہاؤس کو توجہ دینی چاہیے۔ بین الاقوامی سیاسیات کوئی جانے یا نہ جانے لیکن کم از کم بستی اور محلے کی رہائش ہر ایک نے کی ہے، اگر کسی بستی یا کسی محلے میں، کسی گھر میں کوئی gun ہو تو محلے والے بغیر اجازت اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے اور جب جنگ ہو گی تو پھر اجازت کی کسی کو کوئی حاجت ہی نہیں ہو گی۔ دیواریں پھلانگ کر بھی گھر کے اندر جائیں گے، کواڑ اکھاڑ کر بھی گھر کے اندر جائیں گے۔ ہمیں ان سنجیدہ باتوں پر بھی ذرا غور کرنا چاہیے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم امداد دیتے ہیں لیکن حساب لیں

گے تو یہ مدد ہوئی یا اجرت ہوئی؟ یہ مسئلہ کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بجائے جزوی مسائل کے، کلی مسائل پر آ جائیں۔ میں قومی اسمبلی میں بھی اور اس ہاؤس کے سامنے بھی کھل کر کہتا ہوں کہ اگر ملک کو تقسیم کرنے کا منصوبہ ہے تو پھر انسانوں کا خون بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آئیں اور آپس میں بیٹھتے ہیں۔ اگر سویت یونین نکسیر پھوٹے بغیر ٹوٹ سکتا ہے اور کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ہے، اگر ہمارے ہاں بھی بین الاقوامی سطح کی ایک استبدادی قوت اس خطے کے ممالک کے حصے بخرے کرنے پر تلا ہوا ہے تو پھر ہم آپس میں بیٹھ جائیں۔ پشتو میں ایک کہاوت مشہور ہے، (پشتو) یعنی بے بسی، بے غیرتی نہیں ہے۔ اب ہم اپنے لوگوں کا خون بہا بہا کر ایک استبدادی قوت کے اندر آنے کا راستہ ہموار کریں، میں نہیں سمجھتا کہ یہ کہاں کی سیاست ہے اور کہاں کی حکومت ہے اور یہ کس طرح کی ملک و قوم کی خدمت ہے کہ پالیسیاں بنتی ہیں، جو حالات کے شریک ہوتے ہیں، وہ سارے کے سارے موجود نہیں ہوتے۔ مثلاً یورپی ملک میں خطے کے وزرائے خارجہ اور فوجی سربراہان اور اداروں کے سربراہوں کی نشست ہوتی ہے، خطے کے بارے میں پالیسیوں پر تجدید نظر ہوتی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ جو nationalist ہیں، جو مذہب پرست ہیں، آخر وہ بھی اس خطے کے لوگ ہیں، ان کا بھی اس میں کردار اور حصہ ہے، پالیسیوں کی ترتیب میں ان کو حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ ہمیں چاہیے کہ ہم آپس میں مل بیٹھ کر ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ بجائے اس کے کہ ہم ایک دوسرے پر الزام لگائیں، مطعون کریں، جزوی مسائل پر بحث کریں، ہم کلی مسائل پر بات کریں۔ جس طبقے کی جو بھی نمائندگی کرتے ہیں، وہ آ کر، آپس میں بیٹھ کر اور سر جوڑ کر ان حالات کی تحلیل و تجزیہ کریں۔ پاکستانی عوام اور پاکستان کے سیاستدانوں کو اللہ نے بہت ہی اچھی صلاحیتیں دی ہیں، چاہے جس ادارے میں بھی ہوں لیکن صلاحیتوں کا استعمال غلط ہے اور اس کی اصلاح کے لیے مشاورت کی ضرورت ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان جمعہ سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئر مین : جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی : میں اپنی تقریر کو ایک درخواست پر ختم کرتا ہوں کہ میرا وقت سوموار کے لیے رکھ لیجیے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئر مین : ٹھیک ہے کر لیتے ہیں۔ انشاء اللہ مولانا صاحب! سوموار کو کر لیجیے گا، میں نے note کر لیا ہے۔ جی اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : جناب چیئر مین میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو واقعہ تربت میں ہوا ہے اور میں وہاں سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں اپنی تقریر بعد میں کروں گا لیکن ریکارڈ کی درستگی کے لیے میں کہتا ہوں کہ کوئٹہ میں I.G کی سربراہی میں جو کمیٹی رحمٰن ملک صاحب نے بنائی ہے ہم جو اہلیان بلوچستان ہیں اس کو reject کرتے ہیں۔ ان کو فوری طور پر کام سے روکا جائے اور تمام بلوچستان والوں کا مطالبہ ہے کہ چیف جسٹس افتخار صاحب کی سربراہی میں اس کی مکمل انکوائری کی جائے اور جو بھی political parties ہیں ان سب کے نمائندے اس میں شامل کیے جائیں۔ جن لوگوں نے یہ ظلم و تشدد کیا ہے اور جس بے دردی سے انہیں قتل کر کے پھینکا گیا ہے کہ ان کے

وارثوں کو مسخ شدہ لاشیں ملی ہیں۔ وہاں ابھی تک reaction ہے اور آج بھی تربت، پنجگور، گوادر، خضدار اور قلات میں shutter down ہے، وہاں حالات خراب ہیں، وہاں روزانہ پنجابیوں کو مارا جا رہا ہے۔ اس پر Leader of the House فوری طور پر رحمٰن ملک صاحب کو یہ message دیں کہ انہوں نے جو کوئٹہ میں کمیٹی بنائی ہے اسے فوری طور پر برطرف کریں اور چیف جسٹس افتخار چوہدری کی سربراہی میں کمیٹی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : Leader of the House کمیٹی کو برطرف کرے یا رحمٰن ملک کو برطرف کرے؟ آپ کیا چاہتے ہیں؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : دونوں کو کرے، رحمٰن ملک کو بھی کرے۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جی حاجی عدیل صاحب۔ میر اسرار صاحب! آپ wait کریں، آخر میں کریں جب سب کچھ آجائے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل : جناب چیئرمین! کیا آپ کا خیال ہے کہ میں جمعہ کی امامت کروں؟ اب تو میں امامت کا کام ہی کر سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین : میرا خیال ہے Monday کو کریں کیونکہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ جو پاکستان کی جڑوں کو ہلانے والا ہے۔ اس کے لیے ہمیں sense of the House لینا ہو گا۔ Leader of the House اس کو Monday کو کر لیتے ہیں؟

سینیٹر سید نیئر حسین بخاری : اس کو آپ Monday پر لے جائیں اور جو movers رہ گئے ہیں we can have a discussion on that day.

جناب قائم مقام چیئرمین : بالکل ٹھیک ہے، میں ناموں کی لسٹ دینے لگا ہوں۔ Ismail Buledi sahib is also a mover. میں نے افراسیاب خٹک صاحب، زاہد صاحب، میر اسرار اللہ زہری صاحب اور غلام علی صاحب سب کا نام لکھ لیا ہے، آپ سارے please سیکرٹری صاحب کو نام لکھوا دیجیے گا۔ اب ہاؤس کو سوموار پانچ بجے تک adjourn کرتے ہیں۔ انشاء اللہ پھر دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔ شکریہ۔

[The House was then adjourned to meet again on Monday, 20th April, 2009 at 05.00 p.m.]